پیوریٹن خزائن
برائے
دورِ حاضرہ

دنیا سے محبت نہ رکھو

مصنف

ولیم گرینہِل

مولف

جے ٹی کولئیر

ترجمہ کار

ارسلان الحق

Stop Loving the World

William Greenhill

دنیا سے محبت نہ رکھو

مصنف

ولیم گرینہِل

مولف

جے ٹی کولئیر

ترجمہ کار

ارسلان الحق

ناشرین

ریفارمڈ چرچ آف پاکستان

2025ء

نام کتاب	:	دنیا سے محبت نہ رکھو
مصنف	:	ولیم گرینہل
مولف	:	جے ٹی کولیئر
ترجمہ وتالیف	:	ارسلان الحق
لے آؤٹ وڈیزائن	:	عبداللہ رضوی
بار	:	اوّل
تعداد	:	1000
مطبع	:	ظفر سنز پرنٹرز، لاہور

0333-4279887

Originally published by :
Reformation Heritage Books
2965 Leonard Street NE
Grand Rapids, MI 49525,
USA

This Urdu edition has been published by the **Reformed Church of Pakistan** with permission from **Reformation Heritage Books.**

فہرست مضامین





میرا خیال ہے کہ کتاب کا عنوان **دنیا سے محبت نہ رکھو** آپ کو فوری طور پر سخت یا عجیب لگے۔ کچھ لوگ اس بات کا اعتراف کھلے دل سے کرتے ہیں لیکن ہم میں سے اکثر کو یہ سن کر کچھ نہ کچھ مزاحمت ضرور کرتے ہیں کہ ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے۔ ہوسکتا ہے آپ کا ردِعمل دفاعی ہو (کس نے کہا کہ میں دنیا سے محبت رکھتا ہوں؟ آپ کو یہ فیصلہ کرنے کا حق کس نے دیا؟) لیکن زیادہ امکان ہے کہ یہ مزاحمت ایک چیلنج کی صورت اختیار کر لے (آپ کا کیا مطلب ہے کہ ہمیں دنیا سے محبت رکھنا چھوڑ دینا چاہیے؟ یوحنا 16:3 میں تو لکھا ہے کہ **خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی** تو پھر ہم کیوں نہ رکھیں؟ ایسا (پیوریٹن) دِینداری کا دکھاوا کیوں؟) حقیقت یہ ہے کہ بائبل مقدس میں دنیا سے محبت نہ کرنے کا واضح حکم موجود ہے، **نہ دنیا سے محبت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دنیا میں ہیں** (1 یوحنا 15:2) اِس لئے، چاہے ہمارا اِس پر ردِعمل دفاعی ہو یا جارحانہ، ہمیں اس حقیقت سے نبرد آزما ہونا پڑے گا کہ یہ خدا ہی ہے جو ہمیں حکم دیتا ہے کہ دنیا سے محبت نہ رکھیں۔

کیا یہ ممکن ہے کہ اس قسم کے ردِعمل کی وجہ یہ ہو کہ ہم واقعی دنیا سے ضرورت سے زیادہ محبت رکھتے ہیں؟ کچھ لوگ واقعی دنیا کو بالکل اہمیت نہیں دیتے لیکن ہمیں ایک متوازن سوچ رکھنی چاہیے۔ یقیناً ہمیں بائبل مقدس کے اس حکم کی ذمہ دارانہ تفہیم حاصل کرنی چاہیے۔ حقیقی مسیحی یہ اقرار کریں گے کہ اکثر ہم دنیا کی چیزوں کو خدا سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ہم نادانستہ طور پر دنیا کی چیزوں سے اتنی محبت کرنے لگتے ہیں کہ ان چیزوں کے عطا کرنے والے خدا کو بھول جاتے ہیں۔

دولت، شہرت اور طاقت اُن بڑی دلپسند چیزوں میں شامل ہیں جو دنیا ہمیں پیش کرتی ہے۔ ہم چیزوں سے محبت کرتے ہیں، چاہے وہ روپیہ پیسہ ہو، زمین جائیداد ہو یا دیگر مادی آسائشیں۔ ہم دوسروں کی اچھی رائے کو عزیز رکھتے ہیں اور معاشرے میں عزت چاہتے ہیں۔ ہمیں اختیار رکھنا پسند ہے اور چاہتے ہیں کہ دنیا میں سب کچھ ہماری مرضی اور پسندیدہ طریقے سے ہو۔ اگرچہ

ان میں سے ہر ایک چیز کی اپنی ایک مناسب جگہ ہے مگر ہم بڑی آسانی سے اِنہیں اپنی خوشی کا ذریعہ سمجھ لیتے ہیں۔

آج کے دور میں جہاں ٹیکنالوجی نے ہمیں وہ سہولیات دے دی ہیں جن کا تصور پہلے کبھی ممکن نہیں تھا۔انٹرنیٹ نے دنیا کو ہمارے بہت قریب کر دیا ہے۔آپ ایک بٹن دبا کر کچھ بھی بیچ یا خرید سکتے ہیں،سوشل میڈیا پر دوست اور مداح بنا سکتے ہیں اور آن لائن مہمات کے ذریعے عوام کو متحرک کر سکتے ہیں۔اس مجازی دنیا میں دنیا کی کشش ہمیشہ دستیاب محسوس ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا سے محبت کا یہ مسئلہ کوئی نیا نہیں۔یہ محبت اُسی دِن سے انسان کے دل میں داخل ہوگئی تھی جب آدم اور حوّا نے ایک پھل کو اُس خدا کی فرمانبرداری پر ترجیح دی جس نے اُس پھل کو تخلیق کیا تھا۔یہ مسئلہ قیامت تک ہمارے ساتھ رہے گا،اِسی لیے روح القدس نے یوحنا رسول کے ذریعے ہمیں خبردار کیا کہ ہم دنیا سے محبت نہ رکھیں۔چونکہ یہ ایک دیرینہ مسئلہ ہے،لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اُن ایمانداروں کے تجربات سے سبق سیکھیں جنہوں نے صدیوں پہلے دنیا سے محبت کے خلاف جدوجہد کی۔

اس سلسلہ کا آغاز کرنے کے حوالے سے پیوریٹنز (Puritans) ایک بہترین مثال ہیں۔ پیوریٹنز کی کتابیں اور وعظ اکثر دنیا کی محبت کے مسئلے پر روشنی ڈالتے ہیں۔اسی حوالے سے میں آپ کے سامنے ولیم گرین ہِل (1598-1671ء) کا یہ بیش قیمت وعظ پیش کر رہا ہوں۔اس کا اصل عنوان تھا، **دنیا سے محبت کے خلاف** جو اُن کی کتاب **سلیم القلب مسیحی** (1670ء) میں شامل کیا گیا تھا۔یہ وعظ خاصا طویل تھا اور غالباً اسے ایک سے زیادہ مواقع پر پیش گیا اور اشاعت کے وقت مزید مفصل طور سے بیان کیا گیا۔ہم نے اس کا زبان و بیان دورِ حاضرہ کے قارئین کے لیے آسان بنایا ہے،اُسے ابواب میں تقسیم کیا ہے اور عنوانات شامل کیے ہیں تا کہ یہ دانشمندانہ نصیحت آج کی نسل تک پہنچ سکے۔یہ وعظ دنیا سے محبت کے عام مسئلے کا ایک جامع حل پیش کرتا ہے۔

اس کتاب کو پڑھنے سے پہلے،یہ جان لینا مفید ہوگا کہ خود گرینہِل دنیا کی کشش سے ناواقف نہ تھا۔اُس کی زندگی میں کئی ایسے مواقع آئے جب اسے اپنی نوکری،عزت اور سکون کو خدا کی خاطر قربان کرنا پڑا۔اِس کی ایک مثال ایک اہم واقعہ ہے جو 1636ء میں پیش آیا جب وہ اوکلی،

سا فک میں پاسبان بنا اور سا فک و ناریچ میں بھی نمایاں اور آرام دہ پاسبانی عہدوں پر فائز تھا۔ لیکن 1633ء میں جب بادشاہ چارلس اوّل نے جو پیوریٹنز کا سخت مخالف تھا **بک آف اسپورٹس** (Book of Sports) یعنی کھیلوں سے متعلق دوبارہ اعلان کیا اور حکم دیا کہ جو پاسبان اس شاہی فرمان کو اپنے گرجا گھروں میں نہیں پڑھیں گے وہ اپنے عہدوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ بہت سے پیوریٹن پاسبانوں کی طرح، گرینہل نے بھی یہ فرمان پڑھنے سے انکار کر دیا اور اُسے اُس کے عہدے سے ہٹا دیا گیا۔ پیوریٹنز کو اس اعلان پر اِس لئے اعتراض تھا کہ یہ خداوند کے دن (اتوار) کو دنیاوی تفریح میں گزارنے کی ترغیب پر مبنی تھا۔ اس طرح، گرینہل کے لیے یہ ایک دوہرے امتحان جیسا تھا کہ کیا وہ خداوند کے دن کو دنیا کے لیے قربان کر دے؟ اور کیا وہ دنیا کی محبت میں اپنا عہدہ بچانے کے لیے حق پر سمجھوتہ کرے؟ گرینہل نے یہ واضح کیا کہ تفریح اور عہدے خدا سے بڑھ کر نہیں۔ وہ اس بات کا قائل تھا کہ ان چیزوں کے آگے جھک جانا دنیاوی چیزوں کی محبت کو اس خدا کی محبت پر ترجیح دینا ہوگا جس نے یہ سب اسے عطا کی تھیں۔

یہ سب کچھ اُس کے اِس وعظ کی اشاعت سے کافی پہلے ہو چکا تھا اور اُس نے اپنے ذاتی تجربات کو کبھی اپنے وعظ میں بیان نہیں کیا۔ تاہم، یہ واقعات ثابت کرتے ہیں کہ گرینہل اُنہی آزمائشوں سے گزرا جن سے وہ دوسروں کو خبردار کرتا تھا۔ جب اُسے آزمایا گیا تو اُس نے خدا کی محبت میں دنیا کی بہترین چیزیں بھی ترک کر دیں۔

پیوریٹنز کے بارے میں یہ تاثر عام ہے کہ وہ دنیا سے مکمل لاتعلقی اختیار کرنے والے خشک مزاج لوگ تھے۔ لیکن گرینہل نے اس تاثر کو غلط ثابت کیا۔ گرینہل نے بہت ہی متوازن نظریہ پیش کیا ہے۔ وہ دنیا کی چیزوں کو مکمل طور پر ترک کرنے کی نہیں بلکہ انکے مناسب اور درست استعمال کے بارے میں سکھاتا ہے۔ اُس کا اصل پیغام یہ ہے کہ خدا کی عطا کردہ چیزوں کو شکر گزاری کے ساتھ استعمال کریں لیکن اُن سے دل نہ لگائیں۔ اُس سے ہم اس طرح فائدہ اُٹھائیں کہ یہ خالق سے ہماری محبت کا اظہار بن جائے۔ لہٰذا دنیا سے محبت نہ رکھنا کوئی خشک مزاجی یا منفی طرزِ زندگی نہیں بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ ہم دِلی راحت اور سکون کے لئے صرف خدا کے طالب ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا دِل دنیا سے ایسی وابستگی پیدا کر لیتا ہے گویا وہی ہمارا سب کچھ ہو۔ ہم

خدا کی بنائی ہوئی دنیا کی محبت میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ دنیا ہم سے اطمینان کا وعدہ کرتی ہے اور ہم ہر بار اُسی کی طرف دوڑتے ہیں جب کہ ہمارا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم خداوند میں مسرور رہیں۔

ممکن ہے کہ لوگ پیوریٹنز سے اس قدر شدید اختلاف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ لوگ واقعی دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔ اگر آپ بھی میری طرح ہیں تو آپ کو اس کتاب کا چیلنج کرنے والا لیکن امید افزا پیغام سننے کی ضرورت ہے۔ گرین ہِل دنیا سے محبت کے اصل مفہوم کو سمجھاتا ہے اور اس کے خطرات کو فاش کرتا ہے، یہ سکھاتا ہے کہ ہماری نسبت کس سے ہونی چاہیے اور یہ ترغیب دیتا ہے کہ ہم دنیا کی چیزوں سے اپنے دِلوں کو کیسے ہٹائیں۔ اس کتاب کا پیغام آج بھی اُتنا ہی اہم ہے جتنا اُس وقت تھا جب یہ لکھا اور پیش کیا گیا۔ میری دُعا ہے کہ یہ کتاب آپ کو ایسی زندگی گزارنے کی تحریک دے کہ لوگ دیکھ سکیں کہ آپ دنیا اور اس کی چمک دمک کے لیے نہیں بلکہ اُس مسیح اور خالق کے لیے زندگی گزارتے ہیں جس نے دنیا کو بنایا۔

جے ٹی کولیئر
گرینڈ ریپڈز، مشی گن
نومبر 2010ء

پہلا باب

دنیا اور اِس سے محبت کے بارے میں

نہ دنیا سے محبت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دنیا میں ہیں۔

(1 یوحنا 2:15)

یوحنا مسیح کا عزیز ترین شاگرد تھا اور اُس نے یہ خط اُن کے نام لکھا جن سے مسیح محبت رکھتا ہے۔ اُس کا بڑا مقصد یہ تھا کہ وہ اُنہیں مسیحی ایمان میں مضبوط کرے اور پاکیزگی اور محبت میں اُن کی حوصلہ افزائی کرے۔ یہ بات 1 یوحنا 3:23 سے واضح ہے، **اور اُس کا حکم یہ ہے کہ ہم اُس کے بیٹے یسوع مسیح کے نام پر اِیمان لائیں اور جیسا اُس نے ہمیں حکم دِیا اُس کے موافق آپس میں محبت رکھیں۔** دوسرے باب کی پہلی دو آیات میں، وہ کمزور مسیحیوں کی کمزوریوں کا علاج پیش کرتا ہے، **اے میرے بچو! یہ باتیں میں تمہیں اِس لئے لکھتا ہوں کہ تم گناہ نہ کرو اور اگر کوئی گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوع مسیح راست باز۔** مزید یہ کہ کوئی اس علاج کا غلط فائدہ نہ اٹھائے اور لوگ آزادی کو بدی کا پردہ نہ بنائیں (کیونکہ علاج موجود ہے) وہ آیات 3 تا 6 میں خداوند کے احکام کی پیروی کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ یہ ایک یاد دہانی تھی کہ اگر انہوں نے مسیح سے فوائد حاصل کئے ہیں تو وہ مسیح سے محبت رکھیں گے۔ اور اگر وہ مسیح سے محبت رکھتے ہیں تو وہ مسیح کے احکام پر عمل کریں گے اور مسیح کی پیروی میں ہی اپنی زندگی بسر کریں گے۔ آیات 7 تا 11 میں، وہ اُنہیں محبت کی تعلیم دیتا ہے، یہ واضح کرتے ہوئے کہ یہ حکم ایک اعتبار سے نیا بھی ہے اور پرانا بھی۔ پھر وہ خاص طور پر مختلف گروہوں سے مخاطب ہے؛ 12 ویں آیت میں بچوں سے، 13 ویں آیت میں جوانوں سے اور 14 ویں آیت میں بزرگوں سے۔ وہ اُنہیں بتاتا ہے کہ اُنہیں دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت نہیں رکھنی چاہیے۔ دنیا سے محبت رکھنا نہ تو زندگی کی پاکیزگی میں مدد دیتا ہے اور نہ ہی ایک دوسرے سے محبت میں۔ اس متن سے ہمیں دو باتیں سیکھنے کو

ملتی ہیں؛

پہلی، ایسا ممکن ہے کہ ایماندار بھی دنیا سے محبت رکھنے کی طرف مائل ہو جائیں۔ اگر ہماری فطرت میں دنیا سے محبت نہ ہوتی تو اس سے باز رہنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ جی ہاں، مسیحی بھی اکثر دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ دنیا اور ہماری گناہ آلودہ فطرت اور دِلوں میں بڑی مناسبت پائی جاتی ہے۔ دنیاوی چیزوں جیسے دولت، شہرت، عزت کی چاہ ہماری فطرت کو بہت لبھاتی ہے، اسی لیے یوحنا رسول ہمیں خبردار کرتا ہے کہ دنیا سے محبت نہ رکھو۔

دوسری بات، جو لوگ خدا کے فضل سے مسیحی ایمان پر قائم ہیں خواہ وہ بچے ہو، جوان ہوں یا بزرگ۔ اُنہیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے۔ **نہ دنیا سے محبت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دنیا میں ہیں۔**

اِن نکات کی روشنی میں، درج ذیل اہم موضوعات پر بات کی جائے گی؛

☆ دنیا سے کیا مراد ہے؟ اور دنیا سے محبت رکھنے کا مطلب کیا ہے؟

☆ چند وجوہ، ہمیں دنیا سے محبت کیوں نہیں رکھنی چاہیے؟ (باب 2)

☆ چند سوالات، خدا کی تخلیق سے ہمارا تعلق کیسا ہونا چاہیے؟ (باب 3)

☆ چند عملی اطلاق (باب 4)

☆ دنیا سے محبت نہ رکھنے کے مزید اسباب (باب 5)

☆ دِل کو دنیا کی محبت سے الگ کرنے کے لئے ہدایات (باب 6)

دنیا سے کیا مراد ہے؟ اور دنیا سے محبت کا مطلب کیا ہے؟

لفظ دنیا کو سمجھنے کے تین بنیادی طریقے ہیں؛

1۔ لفظ **دنیا** اس نظر آنے والی کائنات یعنی آسمان و زمین اور ان کی تمام مخلوقات کے لیے استعمال ہوتا ہے کہ یہ خدا کی ہاتھ کی صنعت ہیں۔ پیدائش 1:1 بیان کرتی ہے کہ **خدا نے ابتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا۔** اس کے بعد ہمیں خاص چیزوں کی تخلیق کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ **سب چیزیں اُس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اُس میں سے کوئی**

چیز بھی اُس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ اور یہ کہ وہ دنیا میں تھا اور دنیا اُس کے وسیلہ سے پیدا ہوئی اور دنیا نے اُسے نہ پہچانا (یوحنا 1:3 اور 10)۔ دنیا اور اس کی تمام چیزیں مسیح کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں۔ خدا نے مسیح کو دنیا اور دنیا کی چیزوں کی تخلیق کا کام سپرد کیا۔ لہٰذا دنیا میں موجود تمام چیزیں خدا اور مسیح کے ہاتھ کی کاریگری ہیں۔

2۔ دنیا سے مراد دنیا کے رسم ورواج، روشیں، عبادت اور طور طریقے ہیں۔ رومیوں 2:12 بیان کرتی ہے، **اور اِس جہان کے ہم شکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی صورت بدلتے جاؤ تا کہ خدا کی نیک اور پسندیدہ اور کامل مرضی تجربہ سے معلوم کرتے رہو**۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم خود کو دنیا کے رسم ورواج، روشوں، اِس کے مطابق عبادت اور طور طریقوں کے مطابق نہ ڈھالیں۔ کلسیوں 2:20-22 میں یہی بات کی گئی ہے، **جب تم مسیح کے ساتھ دنیوی اِبتدائی باتوں کی طرف سے مر گئے تو پھر اُن کی مانند جو دنیا میں زِندگی گذارتے ہیں اِنسانی احکام اور تعلیم کے موافق ایسے قاعدوں کے کیوں پابند ہوتے ہو۔ کہ اِسے نہ چھونا۔ اُسے نہ چکھنا۔ اُسے ہاتھ نہ لگانا۔ (کیونکہ یہ سب چیزیں کام میں لاتے لاتے فنا ہو جائیں گی)؟** یہاں دنیا سے مراد انسانی طریقے، رسوم ورواج، انسانوں کی پوجا اور خدا کی عبادت کے انسانی طور طریقے ہیں۔ یہ وہی چیزیں ہیں جنہیں گلتیوں 9:4 میں **ضعیف اور نکمی اِبتدائی باتیں** اور کلسیوں 8:2 میں **انسانوں کی روایت** کہا گیا ہے۔

3۔ دنیا سے مراد دنیا کی چمک دمک اور شان وشوکت ہے۔ شیطان دنیا کی چمک دمک کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے تا کہ وہ اپنی بادشاہی کو فروغ دے اور مسیح کی بادشاہی کی مخالفت کرے۔ یہ خدا کی تخلیق کی عظمت اور جلال، انسانوں میں خداداد نعمتوں اور دنیاوی خوشیوں اور فائدوں کا ناجائز استعمال ہے۔ گلتیوں 14:6 میں پولس فرماتا ہے، **لیکن خدا نہ کرے کہ میں کسی چیز پر فخر کروں سِوا اپنے خداوند یسوع مسیح کی صلیب کے جس سے دنیا میرے اِعتبار سے مصلوب ہوئی اور میں دنیا کے اِعتبار سے**۔ یعنی دنیا کی شان وشوکت اور چمک دمک میرے لیے مردہ ہے اور میں اس کے لیے۔ اسی طرح 2 تیمتھیس 10:4 میں دِیماس کے بارے میں لکھتا ہے کہ اس نے **اِس موجودہ جہان کو پسند کر کے مجھے**

چھوڑ دیا۔یعنی دیماس نے دنیاوی فائدوں،خوشیوں، آرام اورعہدوں کو پسند کیا اور مسیحی خدمت کوچھوڑ دیا۔

پس دنیا سے محبت نہ رکھو۔ نہ دنیا کی چیزوں سے اور نہ اس کے طور طریقوں اور رسم و رواج سے اور نہ ہی اس کی چمک دمک اور ہی اس دنیا کی پوجا کریں۔

دنیا سے محبت رکھنے کا مطلب کیا ہے؟

1۔ دنیا سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اسے بہت زیادہ اہمیت دیں اور اسے اعلیٰ درجہ پر رکھیں۔ مسیح نے فرمایا کہ جو چیزیں انسانوں کے نزدیک اعلیٰ مقام رکھتی ہیں وہ خدا کے نزدیک نفرت انگیز ہیں۔ جب ہم دنیا اور اس کی چیزوں کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں تو ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔ لوقا 14 ویں باب میں لوگوں نے مسیح کی دعوت کو ردّ کر دیا کیونکہ ان کے لیے زمین، بیل اور شادی جیسی دنیاوی چیزوں کی اہمیت مسیح کی باتوں سے زیادہ تھی۔ جب ہم دنیا کی چیزوں کو مسیح سے زیادہ اہم سمجھیں تو ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر انہیں دنیا مل جائے تو وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ وہ کہتے ہیں، میں خوش ہوتا اگر میرے پاس اتنی جائیداد، اتنے اعزازات اور اتنی شان وشوکت ہوتی۔ زبور 144:12-15 پر غور کریں، **جب ہمارے بیٹے جوانی میں قدآور پودوں کی مانند ہوں۔ اور ہماری بیٹیاں محل کے کونے کے لئے تراشے ہُوئے پتھروں کی مانند ہوں۔ جب ہمارے کھتّے بھرے ہوں جن سے ہر قِسم کی جِنس مل سکے اور ہماری بھیڑ بکریاں ہمارے کوچوں میں ہزاروں اور لاکھوں بچے دیں۔ جب ہمارے بیل خُوب لدے ہوں۔ جب نہ رخنہ ہو نہ خروج اور نہ ہمارے کُوچوں میں واویلا ہو۔ مبارک ہے وہ قوم جس کا یہ حال ہے۔ مبارک ہے وہ قوم جس کا خدا خداوند ہے۔** یہاں داؤد عام انسانوں کی جگہ بات کررہا ہے کہ وہ لوگ خوش قسمت سمجھے جاتے ہیں جو خوشحال اور کامیاب ہوں۔ لیکن وہ ان کی درستی و اصلاح کے لئے فرماتا ہے، **مبارک ہے وہ قوم جس کا خدا خداوند ہے۔** یوناہ نے اُس بیل کو بہت زیادہ اہمیت دی جو ایک رات میں ہی ختم ہو گئی۔ یہودی اپنی ہیکل کی عمارت کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ اسی طرح جب ہم دنیا کی چیزوں کو حد

سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں تو ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔

2۔ ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں جب ہمارے خیالات دنیا پر مرکوز رہتے ہیں۔انسان جس چیز سے محبت رکھتا ہے، اُس کا دھیان ہمیشہ اُسی چیز پر رہتا ہے۔داؤد بادشاہ فرماتا ہے، **آہ! میں تیری شریعت سے کیسی محبت رکھتا ہوں۔ مجھے دِن بھر اُسی کا دھیان رہتا ہے** (زبور 97:119)۔ہم انہی چیزوں پر زیادہ غور کرتے ہیں جن سے ہم محبت رکھتے ہیں۔ پس جب ہمارے خیالات دنیا میں محو ہو جاتے ہیں، جب صبح و شام ہماری سوچوں پر دنیا چھائی رہتی ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہم دنیا اور اس کی چیزوں سے محبت رکھتے ہیں۔لوگ دنیا کے بارے میں ہی سوچتے رہتے ہیں۔ دنیاوی خوشیاں، آرام، آسائشیں، منافع اور کن چیزوں سے خوشی حاصل کی جاسکتی ہے۔اُن کا دھیان اِنہی باتوں پر رہتا ہے۔ یعقوب 13:4 بیان کرتی ہے، **تم جو یہ کہتے ہو کہ ہم آج یا کل فُلاں شہر میں جا کر وہاں ایک برس ٹھہریں گے اور سوداگری کر کے نفع اُٹھائیں گے**۔ان کے خیالات دنیا، خرید وفروخت اور نفع حاصل کرنے پر مرکوز تھے۔ یہ اس بات کی گواہی تھی کہ وہ دنیا سے محبت رکھتے تھے۔اسی طرح، زبور 11:49 میں لکھا ہے، **اُن کا دِلی خیال یہ ہے کہ اُن کے گھر ہمیشہ تک اور اُن کے مسکن پُشت در پُشت بنے رہیں گے۔ وہ اپنی زمین اپنے ہی نام سے نامزد کرتے ہیں**۔ یہ اس بات کی گواہی ہے کہ اُن کا سارا دھیان دنیاوی چیزوں پر ہی مرکوز تھا جو اُن کی دنیا سے محبت کو ظاہر کرتا ہے۔اِسی طرح، فلپیوں 19:3 ایسے لوگوں کے بارے میں بیان کرتی ہے، **اُن کا انجام ہلاکت ہے۔اُن کا خدا پیٹ ہے۔ وہ اپنی شرم کی باتوں پر فخر کرتے ہیں اور دنیا کی چیزوں کے خیال میں رہتے ہیں**۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگ زمین کو ہی اپنا اصلی گھر سمجھتے ہیں اور یہاں ہی اپنی میراث کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ چناں چہ، دنیا سے محبت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہمارے خیالات دنیا پر مرکوز رہتے ہیں، ہم دنیا کو ہی ذہن میں رکھتے ہیں اور دنیا کی طرف ہی مائل ہوتے ہیں۔

3۔ انسان دنیا سے محبت رکھتے ہیں جب وہ دنیا کی خواہش کرتے ہیں۔ مرد و عورت جس چیز سے محبت کرتے ہیں، اُسے پانے کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ یہ خواہشات اتنی شدید ہوتی

ہیں کہ وہ اُن چیزوں کے پیچھے دوڑتے ہیں۔محبت ایک ایسی خواہش ہے جو پسندیدہ چیز کے ساتھ اتحاد چاہتی ہے۔آپ جانتے ہیں کہ احکام عشرہ میں کیا کہا گیا ہے، **تُو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔تُو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ اُس کے غُلام اور اُس کی لونڈی اور اُس کے بیل اور اُس کے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اور چیز کا لالچ کرنا** (خروج 17:20)۔جب کسی کی زندگی میں کسی چیز کا لالچ ہو تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ دِل اُس چیز سے محبت رکھتا ہے۔آہ! کس طرح انسانوں کی خواہشات کا جھکاؤ دنیاوی چیزوں کی طرف ہے اور ان کے لیے کتنی شدید محبت!

4۔ دنیا سے محبت کا تعلق دِل کے رجحان سے ہے یعنی جب دِل دنیا کی چیزوں میں لگ جائے تو انسان خود بخود دنیا سے محبت کرنے لگتا ہے۔زبور 10:69 ہمیں خبردار کرتا ہے، **اگر مال بڑھ جائے تو اُس پر دِل نہ لگاؤ**۔افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ دنیاوی چیزوں پر دل لگا لیتے ہیں۔اُن کا رجحان، اُن کی توجہ اور اُن کی محبت سب کچھ دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم ہوسیع 17:4 میں دیکھتے ہیں، **اِفرائیم بتوں سے مل گیا ہے۔اُسے چھوڑ دو**۔اس کا مطلب یہ ہے کہ افرائیم نے اپنے دل کو بتوں سے وابستہ کر لیا اور اُنہیں اپنی زندگی کا مرکز بنا لیا۔اور جب انسان کا دل کسی چیز کے ساتھ لگ جائے تو پھر وہ اُسے محبت کی نظر سے دیکھنے لگتا ہے۔یہی بات سموئیل نبی نے ساؤل سے بھی کہی تھی کہ **اور تیرے (باپ کے) گدھے جن کو کھوئے ہوئے تین دِن ہوئے اُن کا خیال مت کر** (1 سموئیل 20:9)۔لوگ اپنے مال، مویشی، اناج، مے، تیل، آرام، خوشی، فائدے اور ان تمام چیزوں پر دل لگا لیتے ہیں جنہیں دنیا قیمتی سمجھتی ہے۔اُن کا دِل انہی چیزوں میں کھو جاتا ہے۔لیکن کلسیوں 2:3 ہمیں یاد دلاتی ہے، **عالم بالا کی چیزوں کے خیال میں رہو نہ کہ زمین پر کی چیزوں کے**۔انسان زمین پر کی چیزوں کے خیال میں رہتے ہیں۔حتیٰ کہ زمین کی کوئی نہ کوئی چیز ان کا دل چُرا لیتی ہے اور اُن کا دِل انہی میں لگ جاتا ہے۔یوں وہ ان چیزوں سے محبت کرنے لگتے ہیں۔متی 38:24 بیان کرتی ہے، **کیونکہ جس طرح طوفان سے پہلے کے دِنوں میں لوگ کھاتے پیتے اور بیاہ شادی کرتے تھے اُس دِن تک کہ نوح کشتی میں داخل ہوا**۔جب ہم کسی دنیاوی چیز کے خیال میں

مصروف رہتے ہیں تو ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔

5۔ جب ہم اپنی تمام تر توانائیاں، صلاحیتیں اور وقت دنیاوی چیزوں میں صرف کرتے ہیں تو ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔ انسان جس چیز پر اپنی اصل توانائی خرچ کرتا ہے، اُسی سے اُسکی ترجیحات کا پتا چلتا ہے۔ اگر ہمارا زیادہ تر وقت اور محنت دنیاوی آسائشوں، مال و دولت، عیش وعشرت یا عارضی فائدوں کے حصول میں صرف ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا دِل ان چیزوں سے وابستہ ہے اور یہی دنیا سے محبت ہے۔ مسیح نے فرمایا، **فانی خُوراک کے لئے محنت نہ کرو بلکہ اُس خُوراک کے لئے جو ہمیشہ کی زِندگی تک باقی رہتی ہے جِسے اِبن آدم تمہیں دے گا کیونکہ باپ یعنی خدا نے اُسی پر مُہر کی ہے** (یوحنا 27:6)۔ جب ہماری بنیادی محنت ایسی خوراک اور دنیاوی چیزوں کے لیے ہو جو فنا پذیر ہیں تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم اُن سے محبت رکھتے ہیں۔ جب دل کا رجحان اُسی طرف ہو تو یہی عمل محبت رکھنا ہے۔ جب لوگ صبح سویرے اٹھتے ہیں، دیر سے سوتے ہیں اور اپنا وقت انہی کاموں میں صرف کرتے ہیں تو یہ دنیاوی چیزوں سے محبت کے باعث ہوتا ہے۔ رومیوں 14:13 ہمیں یاد دلاتی ہے کہ **جسم کی خواہشوں کے لئے تدبیریں نہ کریں۔** جب ہم شعوری طور پر اپنی زندگی کا مقصد صرف جسمانی آرام، دنیاوی خواہشات اور وقتی خوشیوں کو بنا لیتے ہیں اور انہی کو پورا کرنے میں وسائل، وقت اور توانائی خرچ کر دیتے ہیں تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہماری محبت خدا سے نہیں بلکہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے ہے۔

6۔ ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں جب ہم دنیاوی چیزوں کے حصول کی تاک میں رہتے ہیں اور اپنے فائدے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ یعنی ہم ہر موقع اور ہر ذریعہ تلاش کرتے ہیں تا کہ دنیا کا مال و دولت حاصل کریں، سستا مال خریدیں اور اُسے مہنگا بیچیں، بڑی بڑی جائیدادیں، مکانات، زمینیں اور دنیا کی دیگر آسائشیں حاصل کریں۔ مسیح نے فرمایا، **اِس جہان کے فرزند اپنے ہم جِنسوں کے ساتھ مُعاملات میں نُور کے فرزندوں سے زِیادہ ہوشیار ہیں** (لوقا 8:16)۔ یعنی دنیا دار لوگ دنیاوی فائدے حاصل کرنے میں بہت چالاک اور موقع شناس ہوتے ہیں، وہ ہر وہ طریقہ آزماتے ہیں جس سے وہ فائدہ اٹھا سکیں

اور سرفراز ہوسکیں۔لیکن سنو، **تم جو چاہتے ہو کہ محتاجوں کو نگل جاؤ اور مسکینوں کو مُلک سے نیست کرو** (عاموس 4:8)۔ایسے لوگ ہر وقت ایسے موقع کی تاک میں رہتے ہیں جس میں وہ غریبوں کو دھوکہ دے سکیں، ان کی محنت کا معاوضہ نہ دیں یا بالکل کم قیمت دے کر فائدہ اٹھائیں۔ یہ بالکل ویسے ہی ہیں جیسے ایک عقاب بلندی پر اُڑتا ہے اور اپنی نظریں نیچے شکار پر رکھتا ہے اور جیسے ہی موقع ملے، جھپٹ کر دبوچ لیتا ہے۔اُن کا دِل دنیا کی چیزوں میں بھٹکتا رہتا ہے کبھی کسی ایک چیز پر اور کبھی کسی دوسری چیز پر، کبھی اِدھر کبھی اُدھر ہر وقت صرف اور صرف دنیاوی چیزوں کی تلاش میں۔مگر ہمارے خداوند کے الفاظ کو یاد رکھیں، **اور تُم اِس کی تلاش میں نہ رہو کہ کیا کھائیں گے اور کیا پئیں گے اور نہ شکّی بنو** (لوقا 29:12)۔شہاب ثاقب کی طرح نہ بنیں جو بالآخر زمین پر گر جاتے ہیں۔بہتیروں کا حال ایسا ہی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں، **اگر مجھے اتنی دولت مل جائے تو میں سکون سے زندگی گزاروں اور اطمینان سے رہوں**۔لیکن امثال 11:18 میں دانا شخص کہتا ہے، **دولت مند آدمی کا مال اُس کا محکم شہر اور اُس کے تصور میں اُونچی دِیوار کی مانند ہے**۔یعنی دولت مند جب دولت پا لیتا ہے تو اُسی پر بھروسا کرنے لگتا ہے، اُسی میں اپنی سلامتی سمجھتا ہے جیسے کہ وہ ایک قلعے میں محفوظ ہے جو اُسے ہر مصیبت، ظلم یا دشمن سے بچالے گا۔پس، ہم دنیا سے اس وقت محبت کرتے ہیں جب ہم فائدوں کی تاک میں رہتے ہیں تا کہ اُنہی پر بھروسا کریں، اُنہی پر تکیہ کریں اور انہی کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ سمجھیں۔

7۔ ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں جب ہم اس کے لیے بڑی سختیاں اور مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ہم جس چیز سے محبت رکھتے ہیں، اُس کے لیے ہر قسم کی تکلیف برداشت کر لیتے ہیں۔ یعقوب راخل سے محبت کرتا تھا اِس لیے اُسے حاصل کرنے کے لئے اُس نے سردی، گرمی اور طرح طرح کی مشقتیں برداشت کیں۔پس جب انسان بڑی بڑی مشکلات برداشت کرتے ہیں، بڑے بڑے خطرات سے گزرتے ہیں اور دنیاوی چیزوں کو حاصل کرنے کے لیے کسی بھی چیز کا خطرہ مول لیتے ہیں تو اِس کا سبب یہی ہے کہ وہ دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔کچھ سپاہی صرف تنخواہ کے بدلے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں اور کچھ تاجر

ایسے بھی ہوتے ہیں جواپنی ساکھ بچانے کے لیےاپنی زندگی اور جان کا سودا کر لیتے ہیں۔وہ اسے اپنی عزت یا وقار نہیں سمجھتے کہ کسی ظلم یا ناانصافی کو برداشت کریں لیکن وہ اپنی عزت و ساکھ بچانے کے لیے اپنی جان اور زندگی کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔زبور 107:23-27 میں ہم اِسی بات پر غور کرتے ہیں، **جولوگ جہازوں میں بحر پر جاتے ہیں اور سمُندر پر کاروبار میں لگے رہتے ہیں وہ سمُندر میں خداوند کے کاموں کو اور اُس کے عجائب کو دیکھتے ہیں کیونکہ وہ حکم دے کر طوفانی ہوا چلاتا ہے جو اُس میں لہریں اُٹھاتی ہے۔وہ آسمان تک چڑھتے اور گہراؤ میں اُترتے ہیں۔پریشانی سے اُن کا دِل پانی پانی ہو جاتا ہے۔**وہ ایسی مصیبت برداشت کرتے ہیں جو اُن کی جانوں کو گھُلا دیتی ہے۔**وہ جھُومتے اور متوالے کی طرح لڑکھڑاتے اور حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔** انسان دنیا کی دولت حاصل کرنے کے لیے سمندر میں ہر قسم کی مصیبت برداشت کرتا ہے جس سے واضح ہے کہ وہ دنیا سے محبت رکھتا ہے۔کوئی مشکل اُن کی محبت کو بجھا نہیں سکتی اگرچہ وہ طوفانوں، لہروں اور خطرات کا سامنا کرتے ہیں، تب بھی اُن کی دنیا سے محبت ختم نہیں ہوتی۔دنیا حاصل کرنے کے لئے وہ کسی بھی محنت سے تھکتے نہیں۔لیکن جہاں تک خدا کی باتوں، روح کی بھلائی، انجیل اور سبت کا تعلق ہے، انسان ان سے بہت جلد اُکتا جاتا ہے۔ذرا عاموس 8:4-5 پر بھی غور کریں، **تم جو چاہتے ہو کہ محتاجوں کو نگل جاؤ اور مسکینوں کو مُلک سے نیست کرو اور ایفہ کو چھوٹا اور مِثقال کو بڑا بناتے اور فریب کی ترازُو سے دغابازی کرتے اور کہتے ہو کہ نئے چاند کا دِن کب گُذرے گا تاکہ ہم غلّہ بیچیں اور سبت کا دِن کب ختم ہوگا کہ گیہُوں کے کھتّے کھولیں؟** یعنی وہ لوگ دنیا کی تجارت، دھوکے اور مالی فائدے سے تو نہیں اُکتاتے مگر خداوند کے دن (سبت) اور اُس کے حکموں سے جلد ہی بیزار ہو جاتے ہیں۔لوگ دولت حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کی مشکل اور خطرہ برداشت کر لیتے ہیں لیکن آسمان پر جانے، فضل حاصل کرنے اور مسیح میں فوائد حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی برداشت نہیں کرتے۔

8۔ ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں جب ہم اپنی بات چیت میں دنیاوی چیزوں کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔جب انسان اپنی بات چیت میں بار بار دنیا کی چیزوں کا ذکر کرے تو یہ

ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کا دل دنیا کی محبت سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح ہمیں بتاتا ہے، **کیونکہ جو دِل میں بھرا ہے وہی منہ پر آتا ہے** (متی 12:34)۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے اگر ہمارے دِل میں دنیا کا خیال ہو تو ہم اُسی کے بارے میں زیادہ گفت گو کریں گے۔ یوحنا 3:31 میں ہمارا خداوند یسوع فرماتا ہے، **جو اُوپر سے آتا ہے وہ سب سے اُوپر ہے۔ جو زمین سے ہے وہ زمین ہی سے ہے اور زمین ہی کی کہتا ہے۔ جو آسمان سے آتا ہے وہ سب سے اُوپر ہے۔** دنیا سے محبت رکھنے والے زمینی لوگ زمین کی چیزوں پر ہی گفتگو کرنا پسند کرتے ہیں۔ انہیں دنیاوی دولت، فائدے اور عزت کی باتیں بہت خوشگوار لگتی ہیں۔ یوحنا 8:23 میں ہم پڑھتے ہیں، **اُس نے اُن سے کہا تم نیچے کے ہو۔ میں اُوپر کا ہوں۔ تم دُنیا کے ہو۔ میں دنیا کا نہیں ہوں۔** مطلب یہ کہ یسوع مسیح کا تعلق دنیا سے نہیں بلکہ آسمانی بادشاہی سے تھا اس لیے اُس کی باتیں آسمان اور آسمانی چیزوں کے بارے میں ہوتی تھیں جو انسان کی روح کی بھلائی کے لئے ہیں۔ جبکہ فریسی اور علما جو دنیا سے تھے، وہ دنیاوی تعریف، مرتبے اور ظاہری عبادات میں دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ ظاہری شریعت (جیسے زیرے اور پودینے کا حساب) کا خیال رکھتے مگر شریعت کی اہم اور بڑی باتوں کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ اُن کے دل انہی چیزوں پر لگے رہتے تھے۔ 1 یوحنا 4:5 بیان کرتی ہے، **وہ دنیا سے ہیں۔ اِس واسطے دنیا کی سی کہتے ہیں اور دنیا اُن کی سنتی ہے۔** جو لوگ دنیا سے ہیں، دوسرے دنیاوی لوگ اُن کی باتیں سننا پسند کرتے ہیں جب وہ دنیاوی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن جب کوئی آسمانی باتیں کرتا ہے تو وہ کتنی ناگوار لگتی ہیں؟ **مگر نفسانی آدمی خدا کے روح کی باتیں قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ اُس کے نزدِیک بیوقوفی کی باتیں ہیں اور نہ وہ اُنہیں سمجھ سکتا ہے کیونکہ وہ روحانی طور پر پرکھی جاتی ہیں** (1 کرنتھیوں 2:14)۔ وہ خدا کی باتوں کو سمجھتے نہیں اور نہ ہی قبول کرتے ہیں کیونکہ وہ باتیں روحانی ہوتی ہیں، اس لیے وہ اُن کے لیے ناگوار ہوتی ہیں۔ اسی لیے رومیوں 8:5 میں پولس رسول فرماتا ہے، **کیونکہ جو جسمانی ہیں وہ جسمانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں لیکن جو روحانی ہیں وہ روحانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں۔** یعنی انسان کا رجحان، اس کی دلچسپیاں، اس کے خیالات اور بات چیت یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ روحانی

زندگی کی طرف مائل ہے یا دنیاوی زندگی کی طرف۔یسعیاہ 13:58 میں خدا فرماتا ہے، **اگر تُو سبت کے روز اپنا پاؤں روک رکھے اور میرے مُقدّس دِن میں اپنی خُوشی کا طالب نہ ہو اور سبت کو راحت اور خداوند کا مُقدّس اور مُعظّم کہے اور اُس کی تعظیم کرے۔ اپنا کاروبار نہ کرے اور اپنی خُوشی اور بے فائدہ باتوں سے دست بردار رہے۔**

خدا کسی بھی انسان کو نیک، آسمانی اور بھلا تب محسوب کرتا ہے جب وہ سبت کر ترک کرنے کی بجائے اور اپنی جسمانی باتوں میں خوشی کا طالب ہونے سے باز آجائے۔ جب ہم خدا کے طالب ہوتے اور سبت کے دِن اپنا پاؤں روک رکھتے ہیں اور اپنی خوشی اور فائدے سے دست بردار ہوتے ہیں تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم دنیا سے تعلق نہیں رکھتے۔اس کے برعکس اگر ہم باز نہیں آتے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم جسمانی ہیں اور ہمارا تعلق اس دنیا کے ساتھ ہے اور ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔

9۔ انسان کی دنیا سے محبت اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب وہ ان دنیوی چیزوں کے چھن جانے پر آہ و نالہ کرتا ہے۔جس چیز سے ہم محبت رکھتے ہیں، اُس کے کھو جانے پر ہم غم کرتے ہیں۔جب لوگ کسی بچے کے لیے شدید غم کرتے ہیں تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے بچے سے محبت رکھتے تھے۔ جب لوگ دولت شہرت، دوستوں یا رشتہ داروں کے چلے جانے پر غمزدہ اور پریشان ہوتے ہیں تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ دنیا سے محبت رکھتے تھے۔راخل کی مثال پر غور کریں کہ وہ اپنے بچوں کے نہ ہونے پر اس قدر غمزدہ تھی کہ وہ کسی طرح سے تسلی قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئی۔یہی حال بہت سے لوگوں کا ہوتا ہے جب وہ دنیوی نعمتوں جیسے شہرت، فائدہ، عہدہ، آرام، مال و دولت یا قریبی رشتوں کو کھو بیٹھتے ہیں۔ وہ افسردہ ہو جاتے ہیں، دل برداشتہ ہو جاتے ہیں، اُن کے چہرے اُتر جاتے ہیں اور کسی بھی طرح سے تسلی قبول نہیں کرتے۔ یہ سب باتیں دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت رکھنے کو ظاہر کرتی ہیں۔

10۔ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں جب ہم یہ ارادہ کر لیتے ہیں کہ ہمیں ہر حال میں دولت مند بننا ہے اور کسی نہ کسی طریقے سے دنیا کو حاصل کرنا ہے۔ایسا شخص یہ نہیں دیکھتا کہ وہ یہ سب کس طرح حاصل کر رہا ہے جائز طریقے سے یا ناجائز طریقے سے بس مقصد یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی

چیزیں کسی بھی صورت حاصل ہو جائیں۔ 1 تیمتھیس 9:6 بیان کرتی ہے، **لیکن جو دولت مند ہونا چاہتے ہیں وہ ایسی آزمایش اور پھندے اور بہت سی بے ہُودہ اور نقصان پہنچانے والی خواہشوں میں پھنستے ہیں جو آدمیوں کو تباہی اور ہلاکت کے دریا میں غرق کر دیتی ہیں۔** درحقیقت، ایسے لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔

اب آپ سمجھ چکے ہیں کہ دنیا سے کیا مراد ہے اور اس سے محبت رکھنے کا کیا مطلب ہے۔

دوسرا باب

دنیا سے محبت نہ رکھنے کی وجوہ

ہمیں دنیا یا دنیا کی چیزوں سے محبت کیوں نہیں رکھنی چاہیے؟ اس کی کئی اہم وجوہ ہیں۔ ذیل میں چند قابلِ توجہ وجوہ پیش کی جا رہی ہیں؛

ایک بڑا ابلاوا

جو لوگ خدا کے فضل کی بدولت مسیح میں ہیں چاہے وہ شیر خوار ہوں، چھوٹے بچے، جوان یا بزرگ اُنہیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ انہیں دنیا سے نکال کر کسی اور جگہ کے لیے بلایا گیا ہے۔ انہیں ایک اور حالت میں بلایا گیا ہے یعنی حالت تقدیس میں۔ ان کی محبت کو فضل کی جانب اور اس دوسرے جہان کی چیزوں کی طرف مائل ہونا چاہیے جس کی طرف انہیں بلایا گیا ہے۔ انہیں مسیح اور آسمان کے جلال اور خوشی میں ہم میراث ہونے کے لیے بلایا گیا ہے۔ لہٰذا، انہیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے۔

یہ نامعقول ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ یہ ہمیں ایسی چیزوں کی طرف مائل کر دیتی ہے جو نامعقول ہوں گی۔ یہ نامعقولیت چار پہلوؤں میں ظاہر ہوتی ہے؛

1۔ یہ انسان کو اُن چیزوں کی طرف مائل کرتی ہے جنکے حصول کا صرف امکان ہے اور اُن چیزوں سے غافل کر دیتی ہے جو حقیقی اور یقینی ہیں۔ یقینی چیزوں کو چھوڑ کر اُن چیزوں کی طرف چلے جانا جن کا صرف امکان ہے نامعقول بات ہے۔ کسی انسان کے لیے اس دنیا کو حاصل کرنا صرف ایک امکان ہے۔ یہ نامعقول ہے کہ انسان اُن چیزوں کے پیچھے تیزی سے دوڑے جنکے ملنے کا محض امکان ہے۔ چاہے ہمیں وہ ملیں یا نہ ملیں۔ حجّی 1:6 بیان کرتی ہے، تُم نے

بہت سا بویا پر تھوڑا کاٹا۔ تُم کھاتے ہو پر آسودہ نہیں ہوتے۔ تُم پیتے ہو پر پیاس نہیں بُجھتی۔ تُم کپڑے پہنتے ہو پر گرم نہیں ہوتے اور مزدور اپنی مزدوری سُوراخدار تھیلی میں جمع کرتا ہے۔ 9ویں آیت اس کا نتیجہ پیش کرتی ہے، **تُم نے بہت کی اُمیّد رکھّی اور دیکھو تھوڑا ملا اور جب تُم اُسے اپنے گھر میں لائے تو میں نے اُسے اُڑا دِیا۔ ربُّ الافواج فرماتا ہے کیوں؟ اِس لئے کہ میرا گھر وِیران ہے اور تُم میں سے ہر ایک اپنے گھر کو دوڑا چلا جاتا ہے۔**

دنیا کی چیزوں کا حصول ایک بڑا خطرہ ہے۔ انسان بڑی محنت سے اِن چیزوں کو پانے کی کوشش کرتے ہیں پھر بھی اکثر انہیں حاصل نہیں کر پاتے۔ زیادہ تر لوگ اپنی آرزوؤں اور اُمیدوں کے ساتھ ہی مر جاتے ہیں۔ وہ اِن چیزوں کو حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں مگر انہیں نہیں پاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو سب سے زیادہ محنت کرتے ہیں وہی اکثر سب سے کم پاتے ہیں۔ اسی لیے دانا شخص واعظ 11:9 میں بیان کرتا ہے، **پِھر میں نے توجہ کی اور دیکھا کہ دُنیا میں نہ تو دوڑ میں تیز رفتار کو سبقت ہے نہ جنگ میں زورآور کو فتح اور نہ روٹی دانش مند کو ملتی ہے نہ دولت عقل مندوں کو اور نہ عِزّت اہلِ خرد کو بلکہ اُن سب کے لئے وقت اور حادِثہ ہے۔** یہ غیر یقینی ہے کہ آیا کوئی ان چیزوں کو حاصل کرے گا یا نہیں۔ دنیا اور شیطان کے وعدے شاذ و نادر ہی پورے ہوتے ہیں۔ تاہم، کچھ چیزیں یقینی ہیں اور اسی لیے یہ انسان کو گمراہ کرتا ہے کہ وہ نامعقول طور پر یقینی چیزوں کو چھوڑ دے اور ممکنہ (ناممکن) چیزوں کے پیچھے لگ جائے۔ خدا کے وعدے یقینی ہیں۔ خدا اُن لوگوں کو کبھی ناکام نہیں ہونے دیتا جو سچے دل سے اُس کی حکمت، علم اور راہنمائی کے طالب ہوتے ہیں۔ ہمارے خداوند یسوع نے فرمایا، **مانگو تو تُم کو دِیا جائے گا۔ ڈُھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تُمہارے واسطے کھولا جائے گا** (متی 7:7)۔ اُن چیزوں کے طالب ہوں جو یقینی ہیں۔

2۔ فرض کریں کہ ہم اپنی محنت، کوشش اور جدوجہد سے دنیا کی دولت، شہرت، عزت یا کامیابیاں حاصل بھی کر لیتے ہیں تو بھی ہمیں ہمیشہ یہ خوف لگا رہے گا کہ کہیں ہم یہ سب کچھ کھو نہ دیں۔ ذرا امثال 5:23 پر غور کریں، **کیا تُو اُس چیز پر آنکھ لگائے گا جو ہے ہی نہیں؟ کیونکہ دولت یقیناً عقاب کی طرح پر لگا کر آسمان کی طرف اُڑ جاتی ہے۔** اِسی طرح امثال

1:27 پر بھی غور کریں، **کل کی بابت گھمنڈ نہ کر کیونکہ تُو نہیں جانتا کہ ایک ہی دِن میں کیا ہو گا۔** انسان مستقبل کے بارے میں کچھ بھی یقینی طور پر نہیں جانتا۔ ممکن ہے کہ کل کوئی بڑا طوفان آئے جو آپ کے گھر کو گرا دے یا کوئی بحری آفت آئے جس سے آپ کا جہاز اُلٹ جائے یا لنگر پر جا لگے اور آپ کا سارا سامان ضائع ہو جائے۔ کل کو آپ کے گھر میں آگ بھی لگ سکتی ہے۔ تو ایسی غیر یقینی اور ناپائیدار چیزوں پر آپ اپنی نظریں کیوں لگائے بیٹھے ہیں؟ لیکن اگر ہمیں خدا کا فضل حاصل ہو جائے تو وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گا۔ اگر ہمیں خوشی اور سلامتی حاصل ہو جائے تو کوئی بھی ہمیں ان سے محروم نہیں کر سکتا۔ اگر ہمیں مسیح میں بخرہ حاصل ہو جائے تو کوئی ہمیں اُس کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا۔

3۔ فرض کریں کہ اگر ہمیں دنیا کی چیزیں حاصل ہو بھی جائیں اور ہم انہیں محفوظ رکھنے کے قابل بھی ہو جائیں تو بھی وہ ہماری روح کو تسکین نہیں دے سکتیں۔ لہٰذا، یہ نامعقول بات ہے کہ ہم اُس چیز کو چھوڑ دیں جو روح کو تسکین دیتی ہے اور اس چیز کی تلاش کریں جو تسکین نہیں دے سکتی۔ واعظ 10:5 کے الفاظ کو یاد رکھیں، **زر دوست روپیہ سے آسودہ نہ ہو گا اور دولت کا چاہنے والا اُس کے بڑھنے سے سیر نہ ہو گا۔ یہ بھی بُطلان ہے۔** یعنی، اگر ہم دنیاوی خوشیوں، عزّت یا کسی بھی اور دنیا کی چیز سے محبت رکھیں گے تو ہم کبھی بھی اس سے آسودہ نہیں ہوں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک چیز میں کوئی نا کوئی خامی موجود ہے۔ جی ہاں، اس کے ساتھ ایک مصیبت بھی منسلک ہے۔ میکاہ 6:14-15 بیان کرتی ہیں۔ **تُو کھائے گا پر آسودہ نہ ہو گا کیونکہ تیرا پیٹ خالی رہے گا۔ تُو چھپائے گا پر بچا نہ سکے گا اور جو کچھ کہ تُو بچائے گا میں اُسے تلوار کے حوالہ کروں گا۔ تُو بوئے گا پر فصل نہ کاٹے گا۔ زیتون کو رَوندے گا پر تیل ملنے نہ پائے گا۔ تُو انگور کو کچلے گا پر مے نہ پئے گا۔** اس سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی شے بھی کامل نہیں اس لئے کوئی بھی دنیاوی چیز انسان کی روحانی پیاس بجھانے سے قاصر ہے۔ ہم اُن سے جو اُمید رکھتے ہیں وہ کبھی پوری نہیں ہوتی۔ دولت، عزت، کاروبار، صحت، بیوی بچوں یا جائیداد میں جو تسکین ہم ڈھونڈتے ہیں، وہ حقیقت میں وہاں موجود ہی نہیں۔ ہامان کو دنیا کی بڑی عزّت و مرتبہ حاصل تھا جس کی ایک انسان آرزو کر سکتا ہے لیکن

مرد کی کی طرف سے اُسے عزت حاصل نہ ہوئی۔ وہ اس قدر پریشان ہو گیا کہ اُس کا سب کچھ اُس کے لئے بے معنی ہو گیا (آستر 5:9-14)۔ زندگی کے ہر حال میں بے ثباتی اور پریشانی ہے۔ اِس سے متعلق سلیمان بادشاہ نے لکھا، **باطِل ہی باطِل واعظ کہتا ہے باطِل ہی باطِل۔ سب کُچھ باطِل ہے۔ میں نے سب کاموں پر جو دنیا میں کئے جاتے ہیں نظر کی اور دیکھو یہ سب کُچھ بُطلان اور ہوا کی چران ہے** (واعظ 2:1 اور 14)۔ پس، دنیا اور اس کی چیزوں سے محبت رکھنا ہمیں نامعقول باتوں کی طرف مائل کرتا ہے۔ لیکن خدا کی چیزیں دنیا کی چیزوں سے بہتر ہیں۔

4۔ دنیا سے محبت ہمیں بدترین چیزوں کی جانب مائل کرتی ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں لیکن خدا کی چیزیں ہمیشہ قائم رہنے والی ہیں۔ دنیا کی چیزیں ایسے ہیں جیسے کتوں کے لیے گوشت۔ وقتی تسکین تو دے سکتی ہیں مگر انسان کی روح کو سیر نہیں کرتیں۔ لیکن خدا کی چیزیں، آسمان اور بادشاہی اعلیٰ اور عمدہ چیزیں ہیں۔ خدا کے فضل اور مسیح کے عرفان میں سرفرازی ہے۔ ان اعلیٰ اور عمدہ چیزوں کو چھوڑ دینا اور دنیاوی چیزوں کا انتخاب کرنا نامعقول ہے۔

یہ ایک رسوائی ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ دنیا سے محبت رکھنا خدا کے طریقوں اور اُس کی مرضی کے بالکل خلاف ہے اور یہ ایک شرمناک بات ہے۔ جب وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں، دنیا کے عام لوگوں کی طرح سوچنے اور زندگی گذارنے لگتے ہیں تو وہ اپنے عمل سے ظاہر کرتے ہیں کہ ان کا ایمان حقیقی نہیں بلکہ صرف زبانی دعوے تک محدود ہے۔ درحقیقت، یہ رسوائی ہے۔ 2 تیمتھیس 5:3 میں ہم پڑھتے ہیں کہ **وہ دِین داری کی وضع تو رکھیں گے مگر اُس کے اثر کو قبول نہ کریں گے ایسوں سے بھی کنارہ کرنا۔** یہ صرف انفرادی طور پر نقصان دہ نہیں بلکہ یہ راہ حق کو بھی دنیا کی نظروں میں مشکوک بنا دیتا ہے۔ دنیا دار لوگ جب ایسے مسیحیوں کو دیکھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں، **یہ لوگ بھی اتنے ہی خودغرض اور دنیا پرست ہیں جتنے ہم! یہ بھی روپے پیسے، شہرت اور آسائشوں**

کے پیچھے ایسے ہی دوڑتے ہیں جیسے کوئی اور۔ پھر ان کے مذہب میں فرق ہی کیا ہے؟ یہ کھلی منافقت ہے جو ایمان کو بدنام اور کمزور کرتی ہے جیسے بنی اسرائیل کے کچھ جاسوسوں نے کنعان کی سرزمین کے جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی تھیں، اُس کے بارے میں منفی باتیں بتائیں۔ ویسے ہی یہ دنیا پرست لوگ خدا اور اُس کے دِین کو منفی طور پر پیش کرتے ہیں۔ لوگ ان کے بارے میں مزید کہتے ہیں، **فلاں شخص بڑے بڑے دعوے کرتا ہے، خود کو بڑا پارسا ظاہر کرتا ہے مگر جب کسی کی مدد کا وقت آتا ہے یا جب سخاوت کی بات ہوتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے اس کے بدن سے جان نکل رہی ہو۔ وہ اتنا کنجوس ہے کہ اس سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔** اسی لیے ہم متی 7:18 میں پڑھتے ہیں، **ٹھوکروں کے سبب سے دنیا پر افسوس ہے کیونکہ ٹھوکروں کا ہونا ضرور ہے لیکن اُس آدمی پر افسوس ہے جس کے باعث سے ٹھوکر لگے۔** اور ان میں سے ایک بڑی ٹھوکر یہ ہے کہ محض دعویٰ کرنے والے مسیحی دنیا سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہیں۔

یہ بت پرستی ہے

جس طرح دنیا سے محبت رکھنا رسوائی کا باعث ہے، اُسی طرح یہ بت پرستی بھی ہے۔ جب لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں تو وہ دنیا کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں۔ جب انسان دنیا سے دل لگا لیتے ہیں تو درحقیقت وہ دنیا کو خدا کی جگہ دے دیتے ہیں۔ وہ دنیا کی چیزوں کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ اُن کے دل و دماغ پر بس دنیا ہی چھائی رہتی ہے۔ ان کے جذبات، ارادے اور ترجیحات سب کچھ دنیا کے گرد گھومنے لگتا ہے۔ افسیوں 5:5 بیان کرتی ہے کہ **لالچی بت پرست کے برابر ہے۔** اور کلسیوں 5:3 میں پولس رسول ہمیں بتاتا ہے کہ **لالچ بت پرستی کے برابر ہے۔** ہم رومن کاتھولکس پر تنقید کرتے ہیں کہ وہ بت بناتے اور اُنہیں سجدہ کرتے ہیں لیکن اگر ہم دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت رکھیں تو ہم خود اُن سے بھی بڑے بت پرست ہیں۔ ہم اپنے دِلوں میں بت اور تصویریں بسا لیتے ہیں۔ بلاشبہ بت پرستی ایک بڑا گناہ ہے اور بت پرست ایک سنگین گناہ گار ہوتا ہے۔ ہم کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہمیں بت پرست کہا جائے۔ لیکن اگر ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں تو ہم بت پرست ہیں اور بت پرستی میں زندگی گذارتے ہیں۔

یہ خطرناک ہے

دنیا سے محبت رکھنا ایک خطرناک بات ہے۔ جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے اُس کا جھکاؤ اُسی طرف ہے اور درج ذیل خطروں کا شکار ہو سکتا ہے؛

1۔ ایسا شخص جو دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے وہ آہستہ آہستہ خدا اور مسیح سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ انسان کا دل بیک وقت آسمان (یعنی خدا) اور زمین (یعنی دنیا) دونوں کی طرف یکساں مائل ہو۔ اگر ہم دو پہاڑوں کے درمیان کھڑے ہوں تو جتنا ہم ایک پہاڑ کے قریب ہوں گے اتنا ہی دوسرے سے دور ہو جائیں گے۔ اِسی طرح، جتنا ہم دنیا کی محبت میں آگے بڑھیں گے اُتنا ہی خدا سے دور ہوتے جائیں گے۔ جب لوگ حوض سے محبت کرتے ہیں تو چشمہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ دنیا کی تمام چیزیں صرف حوض ہیں اور جب ہمارے دل ان کی طرف مائل ہوتے ہیں تو ہم خدا کو جو کہ چشمہ ہے، چھوڑ دیتے ہیں۔

2۔ دنیا سے محبت کرنے والا انسان رفتہ رفتہ دنیاداروں کے انداز، چالاکیوں، فریب کاریوں اور برے رویوں سے مانوس ہو جاتا ہے۔ اُسے ان کے دھوکے، جھوٹے وعدے، جھوٹی قسمیں اور بداعمال عام سے لگنے لگتے ہیں۔ جب ہم برائی کو بار بار دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں معمولی محسوس ہونے لگتی ہے اور خدا کی باتوں کے لئے ہمارا دِل سخت ہو جاتا ہے۔

3۔ دنیاوی محبت انسان کو تکلیف دہ آزمائشوں اور دام میں پھنسا دیتی ہے۔ ایسے انسان کو بار بار لالچ، حسد، جھوٹ اور دھوکہ دہی جیسے گناہوں کا سامنا ہوتا ہے۔ جو شخص صرف دولت مند بننے کی آرزو کرتا ہے، وہ خود کو بہت سی تکلیف دہ آزمائشوں، مسائل اور مصائب میں پھنسا لیتا ہے کہ جان ہی کھو بیٹھے۔ ایسے شخص کے لیے روحانی طور پر محفوظ رہنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ متی 23:19 میں ہم پڑھتے ہیں، **اور یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا میں تُم سے سچ کہتا ہوں کہ دولت مند کا آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونا مُشکل ہے۔** وہ انسان جو دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت رکھتا ہے، کس قدر خطرے میں ہے؟ وہ آسمان کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو پائے گا۔ **اور اگر آدمی ساری دنیا حاصل کرے اور اپنی جان کا نقصان اُٹھائے تو**

اُسے کیا فائدہ ہوگا؟ یا آدمی اپنی جان کے بدلے کیا دے گا؟ (متی 26:16) جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ دنیا کو حاصل کرنے اور دنیا میں بڑا بننے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور یوں وہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ دنیا سے محبت رکھنا خطرناک ہے۔

یہ ناممکنات سے متعلق ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ یہ ہمیں ایسے راستے پر گامزن کر دیتی ہے جو ناممکنات سے بھرا ہوا ہے۔ متی 24:6 میں ہم پڑھتے ہیں کہ **کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھّے گا اور دُوسرے سے محبت۔ یا ایک سے ملا رہے گا اور دُوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تُم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے**۔ خداوند یسوع مسیح ہمیں بتاتا ہے کہ خدا اور دولت دونوں کی خدمت کرنا ناممکن ہے۔ ہر انسان اپنی زبان سے یہ کہتا ہے کہ وہ خدا سے محبت رکھتا ہے، اُس کی خدمت کرنا چاہتا ہے اور یہ کہ اُس کے بغیر اُس کی زندگی بے معنی ہے۔ لیکن اگر اُس کے دل میں دنیا کی محبت ہے تو نہ وہ خدا کی خدمت کرتا ہے اور نہ اُس سے محبت۔ ہم دنیا کی دولت اور خداوند خدا دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ یہ ایک ناممکن بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب شیطان نے یسوع مسیح کو آزمایا (متی 10:4) تو ہمارے خداوند نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا، **اَے شیطان دُور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تُو خُداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اُسی کی عبادت کر**۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ **اے شیطان، میں تیری آزمائشوں پر کان نہیں دھر سکتا کہ میں دنیا کو اپنا لوں۔ نہیں، یہ ناممکن ہے کیونکہ میں صرف خدا کی ہی خدمت کروں گا**۔ لازم ہے کہ ہم صرف خدا ہی کی خدمت کریں کیونکہ ہم دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ جو کوئی دنیا سے محبت رکھتا ہے، وہ دو مالکوں خدا اور دنیا کی خدمت کرنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے اور دونوں کی خدمت کرنا ناممکن ہے۔

یہ خدا کو ہمارا دشمن بنا دیتی ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ یہ خدا کو ہمارا دشمن بنا دیتی ہے۔ یہ بہت افسوسناک بات

تھی جب خدا نے یروشلیم سے کہا، **میں تیرا مخالف ہوں** (یرمیاہ 13:21)۔یعنی میں تیرا دشمن ہوں۔کتنی ہولناک بات ہے کہ عظیم خدا، رب الافواج،سبت کا مالک اور آسمان وزمین کا مالک ہمارا دشمن بن جائے۔ جوکوئی دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔یعقوب 4:4 بیان کرتی ہے، **اَے زِنا کرنے والیو! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ دنیا سے دوستی رکھنا خدا سے دُشمنی کرنا ہے؟ پس جوکوئی دنیا کا دوست بننا چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا دشمن بناتا ہے**۔کیا آپ خدا کے دشمن بننا چاہتے ہیں؟ تو پھر دنیا سے محبت رکھیں۔اگر آپ خدا کے دشمن نہیں بننا چاہتے تو دنیا سے محبت نہ رکھیں۔ یہ بہتر ہے کہ ساری دنیا ہماری دشمن ہو بہ نسبت اس کے کہ خدا ہمارے خلاف ہو۔زبور 10:3 بیان کرتا ہے کہ **لالچی سے خداوند کو نفرت ہے** اور یہ کہ **کیونکہ شریر اپنی نفسانی خواہش پر فخر کرتا ہے اور لالچی خداوند کو ترک کرتا بلکہ اُس کی اِہانت کرتا ہے**۔خدا کا دشمن ہونا ایک افسوسناک بات ہے۔اُس انسان کا کیا حال ہوگا جس کا دشمن خدا ہو۔دنیا سے محبت خدا کو ہمارا دشمن بنا دیتی ہے۔

یہ وقت کا ضیاع ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ دنیا کی محبت ہمیں ایسے کاموں میں مصروف کردیتی ہے جو ہمارے قیمتی وقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔کیا کوئی انسان سونے اور چاندی کو تنکوں، گھاس پھونس،لکڑی کے ٹکڑوں، تتلیوں اور ان جیسی فضول چیزوں کے لیے خرچ کرے گا؟ یقیناً نہیں لیکن جولوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں وہ حقیقت میں ایسا ہی کررہے ہوتے ہیں۔وہ دنیا کے بدلے میں اپنی وہ چیزیں دے رہے ہوتے ہیں جو دنیا سے بھی کہیں زیادہ قیمتی ہیں۔دنیا کی سب سے بڑی چیزیں اگر دیکھیں تو وہ دولت،علم اور کامیابیاں ہیں۔مگر یاد رکھیں کہ ہماری جان ان سب چیزوں سے زیادہ قیمتی ہے۔**اور اگر آدمی ساری دنیا حاصل کرے اور اپنی جان کا نقصان اُٹھائے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا؟ یا آدمی اپنی جان کے بدلے کیا دے گا؟** (متی 16:26) یعنی دنیا کی کوئی چیز بھی انسان کی جان کے برابر نہیں۔ پوری دنیا ایک انسان کی جان کے مقابلے میں ہیچ ہے۔اب اگر ہم اپنا وقت، طاقت،عقل اور زندگی دنیا اور دنیا کی چیزوں پر خرچ کرتے ہیں تو ذرا سوچیں کہ ہم نے کتنی بڑی قیمت ادا کی ہے؟ ہم نے بہت زیادہ خرچ کردیا۔ہم نے دنیا کے بدلے میں

بہت قیمتی چیزیں دے دیں جو اس کے لائق نہیں تھیں یعنی ہمارا کتنا زیادہ نقصان ہوگیا۔ اِسی لئے یسعیاہ نبی اپنے صحیفہ کے 2:55 میں فرماتا ہے، **تُم کس لئے اپنا رُوپیہ اُس چیز کے لئے جو روٹی نہیں اور اپنی محنت اُس چیز کے واسطے جو آسُودہ نہیں کرتی خرچ کرتے ہو؟** جب آپ اسے حاصل کر لیتے ہیں تب بھی وہ روٹی نہیں ہوتی۔ وہ کوئی ایسی چیز نہیں جو آپ کی روحوں کو تسکین دے یا کسی بھی طرح کا فائدہ پہنچائے۔ اور **تم اپنی محنت اُس چیز کے واسطے جو آسُودہ نہیں کرتی خرچ کرتے ہو۔** چناں چہ، ہم بہت زیادہ قیمت ادا کرتے ہیں اور بہت زیادہ خرچ کرتے ہیں جب ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔ ہم دنیا کو حاصل کرنے کے لیے محنت کرتے ہیں اور اسے بہت مہنگے داموں خریدتے ہیں۔

یہ ہماری عقل وشعور کو پست کردیتی ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ یہ ہماری روح کی سب سے عالی صلاحیت سمجھ کو گھٹا دیتی ہے۔ دنیا ہمارے ذہنوں کو پست کرتی ہے لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر ہم یہ سب کچھ کس چیز کے بدلے میں کرتے ہیں؟ محض ایک گندی چیز، دنیا کی خاطر۔ رومیوں 8:20-21 میں بتایا گیا ہے کہ **دنیا بطالت کے اِختیار میں اور فنا کے قبضہ میں ہے۔** اِسی طرح 1 یوحنا 5:19 بیان کرتی ہے، **ساری دنیا اُس شریر کے قبضہ میں پڑی ہوئی ہے۔** یعنی یہ دنیا شیطان کے زیر اثر ہے جیسے کوئی سڑی گلی لاش گٹر میں پڑی ہو، ایسی ہی حالت دنیا کی ہے۔ تو پھر سوچیں، دنیا آپ کی سمجھ میں ایسا کیا اضافہ کر سکتی ہے جو آپ کے لیے فائدہ مند ہو۔ نہیں، یہ آپ کے عقل وشعور کو پست کردیتی ہے اور آپ کی روح کو گندگی، کیچڑ اور غلاظت سے بھر دیتی ہے۔ کیا آپ ایسا ہونے دیں گے کہ آپ کی عقل وشعور اس گندی دنیا کے لئے پست ہو جائیں؟ دانی ایل 2 باب میں ایک بڑی مورت کا ذکر ہے۔ اُس مورت کا سب سے اچھا حصہ کونسا تھا؟ **اُس مورت کا سر خالص سونے کا تھا اُس کا سینہ اور اُس کے بازُو چاندی کے۔ اُس کا شکم اور اُس کی رانیں تانبے کی تھیں۔ اُس کی ٹانگیں لوہے کی اور اُس کے پاؤں کُچھ لوہے کے اور کُچھ مٹّی کے تھے۔** سب سے اچھا حصہ بھی صرف سونا اور چاندی تھا اور یہ بھی زنگ آلود اور فنا ہونے والی چیزیں ہیں۔ تو اگر انسان ان چیزوں کے آگے جھکے

تو وہ اپنی قدر و قیمت کھو بیٹھتا ہے۔ قیمتی جان کا ایسی چیزوں کے سامنے جھکنا اُس کی بے حرمتی ہے۔ اگر وہ زمین سے یعنی دنیاوی چیزوں سے محبت رکھے تو وہ پست ہو جاتی ہے کیونکہ جس سے وہ محبت رکھتی ہے ویسا ہی اثر رکھتی ہے۔

یہ سراسر تباہ کن ہے

دنیا کا فطرتاً نقصان دہ کردار ہے اس لیے ہمیں اِس سے محبت نہیں رکھنی چاہیے۔ یہ نہ صرف ہمیں خطرے میں ڈالتی ہے بلکہ ہماری ہلاکت کا سامان بھی کرتی ہے۔ 1 تیمتھیس 9:6 میں بیان کیا گیا ہے، **لیکن جو دولت مند ہونا چاہتے ہیں وہ ایسی آزمایش اور پھندے اور بہت سی بے ہودہ اور نقصان پہنچانے والی خواہشوں میں پھنستے ہیں جو آدمیوں کو تباہی اور ہلاکت کے دریا میں غرق کر دیتی ہیں۔** یہ آیت واضح کرتی ہے کہ دنیا کی محبت انسان کو آہستہ آہستہ روحانی طور پر تباہ کر دیتی ہے اور آخر کار اُس کا انجام بربادی اور ہلاکت ہے۔ جو کوئی دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ دنیا کا فرزند ہے اور یوں وہ ہلاکت کا فرزند ہے۔ گناہ کے **شخص** کے بارے میں کہا گیا ہے کہ **وہ ہلاکت کا فرزند ہے** (2 تھسلنیکیوں 3:2)۔ دنیا انسان کو مسیح سے دور کر دیتی ہے۔ متی 19:16-22 میں ایک جوان شخص کا واقعہ ہے، **اور دیکھو ایک شخص نے پاس آ کر اُس (مسیح یسوع) سے کہا اَے اُستاد میں کون سی نیکی کروں تا کہ ہمیشہ کی زِندگی پاؤں؟ اُس نے اُس سے کہا کہ اگر تُو زِندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔ اُس نے اُس سے کہا کون سے حکموں پر؟ یسوع نے کہا یہ کہ خُون نہ کر۔ زِنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جُھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عِزّت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ۔ اُس جوان نے اُس سے کہا کہ میں نے اِن سب پر عمل کِیا ہے۔ اب مُجھ میں کس بات کی کمی ہے؟ یسوع نے اُس سے کہا اگر تُو کامل ہونا چاہتا ہے تو جا اپنا مال و اسباب بیچ کر غرِیبوں کو دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا اور آ کر میرے پیچھے ہو لے۔ مگر وہ جوان یہ بات سُن کر غمگین ہو کر چلا گیا کیونکہ بڑا مال دار تھا۔** اسی طرح، یوحنا 12:42-43 میں بیان کیا گیا ہے کہ **سرداروں میں سے بھی بہتیرے اُس پر اِیمان لائے مگر فرِیسیوں کے سبب سے اِقرار نہ کرتے تھے تا اَیسا نہ ہو کہ عِبادت خانہ سے خارِج کئے جائیں۔ کیونکہ وہ خدا سے عِزّت**

حاصل کرنے کی نسبت اِنسان سے عزّت حاصل کرنا زِیادہ چاہتے تھے۔اسی طرح متی 34:8 میں گدرِینِیوں (گراسینیوں) **نے اُسے دیکھ کر مِنّت کی کہ ہماری سرحدّوں سے باہر چلا جا** کیونکہ اُن کے سوروں کا سارا غول کڑاڑے پر سے جھپٹ کر جھیل میں جا پڑا اور پانی میں ڈُوب مَرا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی میں ڈوب کر مرنے والے سور اُن کو زیادہ عزیز تھے اور دنیا کی محبت نے اُنہیں تباہ اور ہلاک ہونے کے لئے چھوڑ دیا۔

یہ دِین داری کی دشمن ہے

دنیا فضل میں ترقی کرنے اور خدا کے ساتھ رفاقت میں ایک بڑی دشمن ہے کیونکہ دنیا کی چیزیں دِل کو روحانی چیزوں سے منحرف کر دیتی ہیں۔ بائبل مقدس میں ہمیں مرتھا کی مثال ملتی ہے جو بہت سے گھریلو کاموں میں الجھی ہوئی تھی اور یسوع کی باتیں سننے سے محروم رہ گئی۔اسی حقیقت کو متی 22:13 میں ایک تمثیل کے ذریعے بیان کیا گیا ہے، **اور جو (بیج) جھاڑیوں میں بویا گیا یہ وہ ہے جو کلام کو سُنتا ہے اور دنیا کی فِکر اور دولت کا فریب اُس کلام کو دبا دیتا ہے اور وہ بے پھل رہ جاتا ہے**۔ چناں چہ، دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت دِینداری کی بہت بڑی مخالف ہیں۔ یہ انسان کو بہترین چیزوں بلکہ سب سے اعلیٰ چیزوں حتیٰ کہ خدا، خدا کے فضل اور خدا کے ساتھ شراکت سے دور کر دیتی ہے۔ایک دنیا دار دِل کا خدا کے ساتھ بہت کم یا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اگر ایک بیاہی بیوی اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر مرد سے محبت کرنے لگے اور اس کے ساتھ بے وفائی کرے تو اس کا شوہر اس کے ساتھ شراکت کا خواہاں نہیں رہتا۔یعقوب 4:4 بیان کرتی ہے، **اَے زِنا کرنے والیو! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ دنیا سے دوستی رکھنا خدا سے دُشمنی کرنا ہے؟ پس جو کوئی دنیا کا دوست بننا چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا دشمن بناتا ہے**۔زبور 27:73 میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے خدا سے بے وفائی کی۔ جب لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اس کی چیزوں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں تو وہ خدا سے بے وفائی کرتے ہیں۔غور کریں، دنیا فضل میں ترقی کرنے اور خدا کے ساتھ شراکت رکھنے کی کتنی بڑی دشمن ہے!

یہ شیطان کا جال ہے

دنیا شیطان کا ایک ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ مردوں اور عورتوں کو پھانس کر اپنے قابو میں کر لیتا ہے اور جیسے چاہے ان پر حکمرانی کرتا ہے۔ 2 کرنتھیوں 4:4 میں شیطان کو اس **جہان کا خدا** کہا گیا ہے اور دنیا ہی اس کا بڑا ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ مردوں اور عورتوں کو قابو میں کر لیتا ہے۔ متی 4:8-9 میں شیطان نے دنیا کی شان وشوکت سے مسیح کو پھانسنے کی کوشش کی، **پھر ابلیس اُسے ایک بہت اُونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی سب سلطنتیں اور اُن کی شان وشوکت اُسے دِکھائی۔** یہ شیطان کا آخری حربہ تھا کہ مسیح اُس کے جال میں پھنس جائے۔ **اور اُس سے کہا اگر تُو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کُچھ تجھے دے دُوں گا۔** لیکن مسیح اُس پر غالب آیا۔ تاہم، عام انسان شیطان کی چالوں میں اکثر پھنس جاتے ہیں۔ اسی طرح اس نے حوّا کو باغ کے پھل سے بہکایا۔ اسی طرح اس نے داؤد کو بت سبع کی خوبصورتی سے آزمایا۔ اِسی طرح، اُس نے عکن کو سونے کی اِینٹ اور نفیس لباس دکھا کر گناہ پر اکسایا۔ آج بھی شیطان بالکل اسی طرح لوگوں کو دنیاوی چیزوں سے ورغلاتا ہے۔ کسی کو شراب کا نشہ، کسی کو ناجائز تعلقات، کسی کو دولت یا اقتدار کی ہوس میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب انسان ان چیزوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو وہ شیطان کا غلام بن جاتا ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی ایسی چیز پیش کرتا ہے جو آنکھ کو بھلی لگے، زبان کو لذیذ لگے اور دِل کو بھا جائے یا ان کے خیال کے مطابق ہو۔ وہ انسانوں کو کوئی ایسی چیز پیش کرتا ہے جو اُن کی پسندیدہ ہو اُس کے ذریعے وہ انہیں مرضی کے تابع کر کے غلام بنا لیتا ہے۔

یہ برگشتگی کی طرف لے جاتی ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ یہ انسان کو گمراہ کرتی ہے اور اُسے صراط مستقیم سے بھٹکا کر بالآخر برگشتگی اور گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ 1 تیمتھیس 6:10 اِسی کے بارے میں بیان کرتی ہے، **کیونکہ زر کی دوستی ہر قِسم کی بُرائی کی جڑ ہے جس کی آرزُو میں بعض نے اِیمان سے گُمراہ ہو کر اپنے دِلوں کو طرح طرح کے غموں سے چھلنی کر لیا۔** اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ وہ ایمان سے گمراہ ہو گئے۔ اگر ہم دنیا سے محبت رکھیں گے تو ہم ایمان کو چھوڑ دیں گے، سچائی

کو چھوڑ دیں گے اور خدا کے راستوں کو چھوڑ دیں گے اور یوں ہم برگشتگی اور گمراہی کے لئے راہ ہموار کر دیں گے۔ دنیا سے محبت، دنیا میں لوگوں کے درمیان عزت حاصل کرنے کی خواہش اور دنیاوی چیزوں میں مشغول ہونا لوگوں کو ایمان ترک کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہی کچھ دِیماس کے ساتھ ہوا (2 تیمتھیس 10:4) **کیونکہ دیماس نے اِس موجُودہ جہان کو پسند کر کے مجھے چھوڑ دِیا۔** کیا؟ دِیماس نے موجودہ جہان کے لیے رسول اعظم پولس کو چھوڑ دیا؟ پھر بھی دِیماس نے ایسا ہی کیا۔ دنیا کی محبت نے اُسے پولس، اُس کی تعلیمات اور اُس کے راستوں سے دور کر دیا۔ یہ وہ وجوہ ہیں جن کی وجہ سے ہمیں دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت نہیں رکھنی چاہیے۔



تیسرا باب

خدا کی تخلیق سے ہمارا تعلق

اب اس مقام پر چند اہم سوالات اُبھرتے ہیں۔ان کے جوابات میں ہم بہتر طور پر سمجھیں گے کہ خدا کی تخلیق سے ہم کیسے تعلق رکھتے ہیں۔

دنیا سے تعلق کیسے رکھیں

اگر ہم دنیا سے محبت نہ رکھیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں دنیا کو بالکل ترک کر دیں اور اس سے کوئی تعلق نہ رکھیں؟ اِسکا جواب ہے، نہیں۔ اس ہدایت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم دنیا سے تعلق توڑ دیں اور کوئی واسطہ نہ رکھیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا سے محبت نہ رکھیں۔ یقیناً ہمارا دنیا سے کچھ نہ کچھ واسطہ ضرور ہے۔ اس موضوع کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے، میں ان مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا جہاں ایک انسان کا دنیا سے جائز، متوازن اور ضروری تعلق قائم رہتا ہے لیکن اس تعلق میں محبت یا وابستگی کی وہ شدت نہیں ہوتی جو انسان کو راہِ حق سے ہٹا دے۔

1۔ **ہم دنیا اور دنیا میں موجود خدا کے کاموں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ خداوند کے کام عظیم ہیں۔ جو اُن میں مسرور ہیں اُن کی تفتیش میں رہتے ہیں** (زبور 111:2)۔ دنیا کا مطالعہ کرنا ہمارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ یہ ہمیں بہت سی قیمتی باتیں سکھاتی ہے۔

دنیا کی نظر آنے والی چیزوں کا مطالعہ ہمیں خدا کی اَن دیکھی چیزوں کا علم بخشتا ہے۔ **کیونکہ اُس کی اَن دیکھی صفتیں یعنی اُس کی ازلی قُدرت اور الوہیت دنیا کی پیدایش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کو کُچھ عُذر باقی نہیں** (رومیوں 1:20)۔ ہم ان دیکھی چیزوں سے یہ جان سکتے ہیں کہ ایک ابدی اور قادرِ مطلق خدا موجود ہے۔ **حیوانوں سے پُوچھ اور وہ تُجھے سکھائیں گے اور ہوا کے پرندوں سے دریافت کر اور وہ تُجھے بتائیں گے۔ یا زمین سے بات کر اور وہ تُجھے سکھائے گی اور سمُندر کی مچھلیاں تُجھ سے بیان**

کریں گی (ایوب 12:7-8)۔کائنات کی ہر شے ہمیں خدا کی ان دیکھی چیزوں کے بارے میں سکھائے گی۔ تخلیق کا مطالعہ ہمارے لئے فائدہ مند ہے اور ہم اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ خدا کی قدرت، حکمت، بھلائی اور شفقت ہمیں خدا کی تخلیق سے معلوم ہوتی ہیں۔

تخلیق ہمیں عاقبت اندیشی اور دانائی سکھاتی ہے۔ **اَے کاہِل! چیونٹی کے پاس جا۔ اُس کی روِشوں پر غور کر اور دانش مند بن** (امثال 6:6)۔ چیونٹی گرمیوں میں سردی کے لیے خوراک جمع کرتی ہے، ہمیں بھی سیکھنا چاہیے کہ اپنی زندگی میں مستقبل کی تیاری کیسے کریں۔

تخلیق ہمیں خدا کی مرضی کی فرمانبرداری سکھاتی ہے۔ **وہ آج تیرے احکام کے مطابق قائم ہیں کیونکہ سب چیزیں تیری خدمت گُذار ہیں** (زبور 119:91)۔ سب چیزیں خدا کے تابع ہیں اور خدا کی خدمت کرتی ہیں۔ سورج، چاند اور ستارے سب خداوند کی خدمت کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہوائیں بھی خداوند کی خدمت کرتی ہیں کیونکہ خدا کا کلام کہتا ہے کہ **اَے طوفانی ہوا! جو اُس کے کلام کی تعمیل کرتی ہے** (زبور 148:8)۔ جب ہوائیں بھی خدا کے کلام کی تعمیل کرتی ہیں، اُس کی آواز سنتی ہیں اور جو وہ حکم دیتا ہے وہ کرتی ہیں تو وہ ہمیں بھی خدا کی مرضی کی فرماں برداری کرنے کی تعلیم دیتی ہیں۔ کیا موجیں، ہوائیں اور ساری تخلیق خدا کی فرمانبردار ہو اور انسان نافرمانی کرے؟ انسان بھی خدا کی فرماں برداری کے لئے ہی خلق کیا گیا تھا۔

تخلیق ہمیں خدا کا انتظار کرنا یعنی منتظر رہنا سکھاتی ہے۔ **سب کی آنکھیں تجھ پر لگی ہیں۔ تُو اُن کو وقت پر اُن کی خُوراک دیتا ہے** (زبور 145:5)۔ پرندے اور جانور بھوکے نہیں مرتے کیونکہ خدا انہیں خوراک دیتا ہے۔ تو ہمیں بھی خدا پر بھروسا رکھنا چاہیے اور خوراک، لباس یا ضروریات کی فکر نہیں کرنی چاہیے اور پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

تخلیق ہمیں امید کے بارے میں سکھاتی ہے کہ **مخلوقات کمال آرزُو سے خدا کے بیٹوں کے ظاہر ہونے کی راہ دیکھتی ہے** (رومیوں 8:20)۔ اور 21 ویں آیت بیان کرتی ہے، **اِس اُمیّد پر بطالت کے اِختیار میں کر دِیا کہ مخلوقات بھی فنا کے قبضہ سے چُھوٹ کر خدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی میں داخل ہو جائے گی** (رومیوں 8:21)۔ اگر پوری مخلوق اس جلالی آزادی کے انتظار میں ہے تو کیا ہم جو خدا کے فرزند ہیں، امید نہ رکھیں۔ ہمیں بھی امید رکھنی چاہیے، چاہے ہم

اس وقت آزمائش میں ہی کیوں نا ہوں۔

تخلیق ہمیں وقتوں اور موسموں کو پہچاننا سکھاتی ہے۔ پرندے جیسے کہ ابابیل، کونج اور بگلا اپنے وقتوں اور موسموں کو پہچانتے ہیں۔ کیا ہم انسان یہ نہ سیکھیں کہ وقت اور موقع کی پہچان کیسے کی جائے؟ اس لئے ہم دنیا کو خدا کی مخلوق کے طور پر سمجھیں اور اس کا مطالعہ کریں۔

2۔ **ہم دنیاوی چیزوں کے لیے دعا مانگ سکتے ہیں**۔ امثال 8:30 میں، اجور دعا مانگتا ہے، **بطالت اور دروغ گوئی کو مُجھ سے دُور کر دے اور مُجھ کو نہ کنگال کر نہ دولت مند۔ میری ضرورت کے مطابق مُجھے روزی دے**۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اجور یہاں ضرورت کے مطابق روزی کی دعا کرتا ہے۔ اِسی طرح، لوقا 3:11 میں مسیح ہمیں دعا کرنا سکھاتا ہے، **ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دِیا کر**۔ یعنی ہم خدا سے یہ دعا کریں کہ وہ ہمیں ہماری روزمرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے وہ چیزیں عطا کرے جو ہمارے حالات، ذمہ داریوں اور زندگی کے تقاضوں کے مطابق ہوں۔

3۔ **ہمیں اس دنیا میں اپنے بلاوے کے مطابق زندگی گذارنی چاہیے**۔ خدا ہمیں بلاتا ہے کہ ہم دنیا کی چیزوں کو حاصل کرنے کے لیے جائز ذرائع استعمال کریں۔ غور کریں کہ پولس نے تھسلنیکیوں سے کیا فرمایا، **جسے محنت کرنا منظور نہ ہو وہ کھانے بھی نہ پائے۔۔۔ اَیسے شخصوں کو ہم خداوند یسوع مسیح میں حکم دیتے اور نصیحت کرتے ہیں کہ چُپ چاپ کام کر کے اپنی ہی روٹی کھائیں** (2 تھسلنیکیوں 3:10-12)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ کوئی نہ کوئی باعزت کام کرے اور اپنی روزی خود کمائے نہ کہ دوسروں سے مانگ کر زندگی گزارے۔ 1 کرنتھیوں 7:33 بیان کرتی ہے، **مگر بیاہا ہوا شخص دنیا کی فِکر میں رہتا ہے کہ کس طرح اپنی بیوی کو راضی کرے**۔ ایک شوہر کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو خوش رکھے اور اپنے خاندان کی کفالت کرے۔ 1 تیمتھیس 5:8 ہمیں یاد دلاتی ہے کہ **اگر کوئی اَپنوں اور خاص کر اپنے گھرانے کی خبرگیری نہ کرے تو اِیمان کا مُنکر اور بے اِیمان سے بدتر ہے**۔ مزید یہ کہ ہمیں محنت کرنی چاہیے تاکہ ہمارے پاس دوسروں کی مدد کے لیے وسائل ہوں۔ **چوری کرنے والا پِھر چوری نہ کرے بلکہ اچّھا پیشہ اِختیار کر کے ہاتھوں سے**

محنت کرے تا کہ مُحتاج کو دینے کے لئے اُس کے پاس کُچھ ہو (افسیوں 28:4)۔ لازم ہے کہ انسان اپنے بلاوے کے مطابق زندگی گذارے نہ کہ سست روی سے یا یہ کہ دوسروں پر بوجھ بنے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے پاس اتنا ہو کہ ہم دوسروں کی ضروریات پوری کرسکیں اور اُن کی مدد کریں جو بے بس، ضعیف، بیمار، کمزور یا غریب ہیں۔ اعمال 35:20 بیان کرتی ہے کہ **دینا لینے سے مبارک ہے**۔ اِس لئے انسانوں کو محنت کرنی چاہیے تا کہ اُن کے پاس اتنا ہو کہ وہ دوسروں کو دے سکیں نہ کہ لینے والے بنیں۔

4۔ ہمیں دنیا سے کام لے سکتے ہیں۔ ہماری کلیدی آیت یہ نہیں سکھاتی کہ ہم دنیا سے **کام نہ لیں** بلکہ یہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت نہ رکھنے کی ہدایت کرتی ہے۔ غور کریں کہ 1 کرنتھیوں 31:7 کیا بیان کرتی ہے، **اور دُنیوی کاروبار کرنے والے ایسے ہوں کہ دنیا ہی کے نہ ہو جائیں کیونکہ دنیا کی شکل بدلتی جاتی ہے**۔ درحقیقت، لوگ اپنی خواہشات کی تسکین اور جسمانی خوشیوں کے لیے دنیا کا غلط استعمال کرتے ہیں جیسا کہ 1 یوحنا 16:2 میں لکھا ہے، **کیونکہ جو کُچھ دُنیا میں ہے یعنی جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زِندگی کی شیخی وہ باپ کی طرف سے نہیں بلکہ دنیا کی طرف سے ہے**۔ ہم دنیا کو کام میں تو لا سکتے ہیں لیکن اِس کا غلط اور ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔ اس کا عام مطلب یہ ہے کہ دنیاوی چیزیں ہماری ضرورت کے لیے ہیں۔ ہم اس کے اس قدر عادی نہ ہو جائیں کہ اسکے غلام ہی بن جائیں کیونکہ کسی بھی چیز کا حد سے زیادہ استعمال نقصان دہ ہے۔

اسے مناسب طور سے کیسے کام میں لائیں

ایک انسان کب دنیا کو اس طرح استعمال کرتا ہے کہ وہ اس کا غلط استعمال نہ کرے؟ ذیل میں چھ بنیادی طریقے بیان کیے گئے ہیں جن کے ذریعے ہم خدا کی دنیا کو مناسب اور درست انداز میں استعمال کرسکتے ہیں یا کام میں لا سکتے ہیں۔

1۔ **تمام چیزوں کو اسی مقصد کے لیے استعمال کریں جس کے لیے خدا نے انہیں بنایا ہے**۔ امثال 4:16 میں ہم دیکھتے ہیں کہ **خداوند نے ہر ایک چیز خاص مقصد کے لئے بنائی**۔ خدا نے دنیا

کی ہرایک چیز اپنے لئےاور اپنی عزت، تمجید اور جلال کے لئے بنائی ہے۔اسی لیے 1 کرنتھیوں 31:10 بیان کرتی ہے، **پس تُم کھاؤ یا پیو یا جو کُچھ کروسب خدا کے جلال کے لئے کرو**۔اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کا کوئی بھی پہلو خدا سے جدانہیں ہونا چاہیے۔ چاہے ہم کھانے پینے جیسے عام کام کررہے ہوں یا تفریح کررہے ہوں یا کوئی ذمہ داری نبھا رہے ہوں، ہرعمل میں ہمارا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اُس سے خدا کا جلال ظاہر ہو کیونکہ خدا نے دنیا کی ہرایک چیز اپنے لئےاوراپنی عزت، تمجیداورجلال کے لئے بنائی ہے۔مزید برآں، 1 کرنتھیوں 20:6 ہمیں یاد دلاتی ہے، **کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو۔ پس اپنے بدن سے خدا کا جلال ظاہر کرو**۔ جب ہم اپنی عقل، جذبات، گفت گو، آنکھیں، ہاتھ اور پاؤں استعمال کرتے ہیں۔ جب ہم خدا کے فرمان کی راہ میں دوڑتے ہیں۔ جب ہم سب کچھ خدا کے جلال کے لیے استعمال کرتے ہیں تو ہم دنیا کا غلط اور ناجائز استعمال نہیں کرتے بلکہ اِسے مناسب طور سے کام میں لاتے ہیں۔ جب ہم اپنے بدن کےسب اعضا کو خدا کی فرماں برداری میں، اُس کے احکام پر چلنے میں اوراُس کے جلال کوظاہرکرنے میں استعمال کرتے ہیں۔

2۔ **دنیا کے معاملات میں خدا کے ساتھ چلیں اورخدا کے بلاوے کا جواب دیں**۔ بائبل مقدس میں بیان کیا گیا ہے کہ حنوک تین سو سال تک خدا کے ساتھ چلتا رہا۔ وہ اپنے بلاوے کے مطابق خدا کے ساتھ چلتا رہا۔ہم اپنی زندگیوں میں محض مالک نہیں بلکہ خدا کے دیے ہوئے وقت، مال اور صلاحیتوں کے مختار ہیں اور خدا وقتاً فوقتاً ہمیں مختلف کاموں کے لیے بلاتا ہے۔ وہ ہمیں محتاجوں کی مدد کرنے کے لیے بلاتا ہےتو ہم خدا کے بلاوے کا جواب دیتے ہیں۔ جب خداہمیں رونے والوں کے ساتھ رونے کیلئے بلاتا ہےتو ہم اُن کے ساتھ روتے ہیں۔ جب وہ ہمیں دُکھی لوگوں سے ہمدردی کے لیے بلاتا ہےتو ہم ہمدردی کرتے ہیں۔ جب وہ ہمیں خوشی منانے کے لیے بلاتا ہےتو ہم خوشی مناتے ہیں۔ جب ہم خدا کے بلاوے کواپنی آزادی پرترجیح دیتے ہیں تب ہم دنیا کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔

3۔ **دنیا کی چیزوں کواپنی اوردوسروں کی روحانی بھلائی کےفروغ کے لیے استعمال کریں**۔اور

ہم کومعلوم ہے کہ سب چیزیں مل کر خدا سے محبّت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں یعنی اُن کے لئے جو خدا کے اِرادہ کے موافق بلائے گئے (رومیوں 28:8)۔ جب میں دنیا کو اپنی روحانی زندگی کے فروغ، فضل میں ترقی کرنے اور اپنے دل کے اطمینان، قناعت اور خدا سے شراکت کو بڑھانے کے لیے کام میں لاتا ہوں تو یہ دنیا کا صحیح اور مناسب استعمال ہے۔ **اِسی طرح تُمھاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تا کہ وہ تُمھارے نیک کاموں کو دیکھ کر تُمھارے باپ کی جو آسمان پر ہے تمجید کریں** (متی 16:5)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری زندگی، ہمارا کردار اور ہمارے کام ایسے ہونے چاہییں کہ لوگ اُن سے خدا کی تمجید کریں۔ جب ہم اپنی دولت یا وسائل کو بھلائی کے کاموں یعنی کسی کی مدد کرنے، کسی کو امید دینے کیلئے یا کسی کی احتیاج رفع کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہو کہ لوگ خدا کی تمجید کریں۔ لیکن اگر ہم اپنی دولت، طاقت یا اثر ورسوخ کو غلط طریقے سے استعمال کرتے ہیں جیسے کسی کو نیچا دکھانے کے لیے، بدلہ لینے کے لیے یا صرف اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنے کے لیے تو ہم نہ صرف دنیا کا غلط استعمال کر رہے ہوتے ہیں بلکہ شیطان کے کاموں کو فروغ دے رہے ہوتے ہیں۔ یہ دنیا اور دنیا کی چیزوں کا غلط استعمال ہے۔

4۔ **دنیا کا محدود استعمال کریں اور خدا کے کاموں اور اپنی روح کی بھلائی پر زیادہ غور کریں۔** خدا نے مجھے اس دنیا میں کیوں رکھا ہے؟ کیا اس لیے کہ میں دولت اور عزت حاصل کروں، دنیاوی چیزوں سے لطف اندوز ہوں اور اپنی خواہشات کو پورا کروں؟ نہیں، بلکہ اس لیے کہ میں اس کے نام کو جلال دوں اور اپنی نجات کا کام کئے جاؤں۔ جب میں اسے اپنا اصل مقصد بنالیتا ہوں تب ہی میں دنیا کو صحیح طور پر کام میں لاتا ہوں۔ اِسی لیے مسیح نے فرمایا، **فانی خُوراک کے لئے محنت نہ کرو بلکہ اُس خُوراک کے لئے جو ہمیشہ کی زِندگی تک باقی رہتی ہے جسے ابن آدم تمھیں دے گا کیونکہ باپ یعنی خدا نے اُسی پر مُہر کی ہے** (یوحنا 27:6)۔ لہٰذا ہمارا اصل کام یہ ہونا چاہیے کہ اُس روٹی کو حاصل کریں جو ہمیشہ کی زندگی تک باقی رہتی ہے۔ خدا سے اُس کے فضل کی درخواست کریں، اپنی نجات کا کام کئے جائیں اور ایسی

روحانی علامات پیدا کریں جو اس بات کو واضح کریں کہ آپ کے پاس ہمیشہ کی زندگی ہے۔ یہی اصل کام ہے جو ہمیں اس دنیا میں دیا گیا ہے۔لیکن بہت سے لوگ آسمان اور خدا کی باتوں کو ثانوی چیزیں سمجھتے ہیں جبکہ دنیا کو اپنا اصل مقصد بنائے رکھتے ہیں۔

5۔ **دنیا کا استعمال اعتدال سے کریں اور اپنی محبت کو قابو میں رکھیں**۔ دل میں دنیا کی محبت کو اتنا نہ بڑھائیں کہ وہ آپ کو خدا سے دور کر دے۔ دنیا کو ایسے تھامیں جیسے کوئی نازک چیز ہو، جو کبھی بھی ہاتھ سے پھسل سکتی ہے۔ یہ بات واضح طور پر 1 کرنتھیوں 7:29-31 میں بیان کی گئی ہے، **مگر اَے بھائیو! میں یہ کہتا ہوں کہ وقت تنگ ہے۔ پس آگے کو چاہئے کہ بیوی والے ایسے ہوں کہ گویا اُن کے بیویاں نہیں**۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ بیوی کو نظر انداز کر دیں یا اس سے تعلق ختم کر لیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے محبت ضرور رکھے لیکن اِس قدر نہیں کہ وہ خدا کی محبت یا خدا کے حکموں کی فرماں برداری کے راستے میں رکاوٹ بن جائے۔**اور رونے والے ایسے ہوں گویا نہیں روتے اور خُوشی کرنے والے ایسے ہوں گویا خُوشی نہیں کرتے اور خریدنے والے ایسے ہوں گویا مال نہیں رکھتے**۔اگر زندگی میں خوشی کے لمحات آئے ہیں، دولت، کامیابی یا سکون حاصل ہوا ہے تو ضرور خوش ہوں لیکن یہ نہ سمجھیں کہ یہی زندگی کا اصل مقصد یا منزل ہے۔اصل خوشی تو خدا میں مسرور رہنا ہے اور یہ دنیاوی خوشیاں عارضی ہیں۔**اور دُنیوی کاروبار کرنے والے ایسے ہوں کہ دنیا ہی کے نہ ہو جائیں کیونکہ دنیا کی شکل بدلتی جاتی ہے**۔جب آپ کوئی چیز خریدیں چاہے وہ گھر ہو، زمین ہو، گاڑی ہو یا کپڑے تو ان سے اس حد تک دل نہ لگالیں کہ وہ آپ کی پہچان یا سکون کا ذریعہ بن جائیں۔ دنیا اور دنیا کی چیزوں کا غلط استعمال نہ کریں۔ہماری اعتدال پسندی چیزوں کے بارے میں ایسی ہو جیسے وہ دراصل ہماری نہ ہوں۔فی الواقع **تُمہاری نرم مزاجی سب آدمیوں پر ظاہر ہو**(فلپیوں 4:5)۔

6۔ **خوش دِلی سے خدا کے سامنے دنیا کی چیزوں کا اچھا حساب دیں**۔خدا بعض لوگوں کو زیادہ نوازتا ہے اور بعض کو کم لیکن ہر کسی کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتا ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صلاحیتوں، وسائل اور تعلقات کو اس طرح استعمال کریں کہ ہم خدا کے سامنے اچھا حساب

دے سکیں۔ بہت جلد ہر مرد و زن سے پوچھا جائے گا، تمہیں شریک حیات دی گئی، اولاد، والدین، بہن بھائی، صحت، جوانی، وقت، مال اور عقل اور اسی طرح کی بہت سی نعمتیں بخشی گئیں اب بتاؤ، تم اِن سب سے کیسے پیش آئے؟ جب ہم اِن سب اور دنیا کی دیگر چیزوں سے مناسب طور سے پیش آتے ہیں کہ ہم خوش دلی سے خدا کو اچھا حساب دے سکیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے دنیا کا غلط اور ناجائز فائدہ نہیں اُٹھایا۔

اچھی چیزوں سے محبت کرنا

کچھ لوگ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ کیا خدا کی تخلیق اچھی نہیں؟ اگر وہ اچھی ہے تو کیا ہم ان سے محبت نہیں رکھ سکتے؟ اور کیا محبت کا اصل مقصد ہی اچھی چیزوں سے محبت کرنا نہیں ہے؟ یہ سوالات واقعی اہم ہیں اور درج ذیل نکات ہمیں ان کے پیچھے موجود خدشات کو سمجھنے اور ان کے حل میں مدد فراہم کریں گے۔

1۔ **مخلوق کی بھلائی کو درست نکتہ نظر سے دیکھنا ضروری ہے۔** دنیا کی چیزوں میں بھلائی خدا کی بھلائی کے مقابلے میں بہت ہی معمولی اور کم تر ہے۔ اتنی کم کہ یہ انسان کو نیک نہیں بنا سکتی۔ بلکہ یہ تو عموماً ہماری خرابیوں کو بڑھاتی ہے اور ہماری خواہشات کو بھڑکاتی ہے **کیونکہ جو کچھ دُنیا میں ہے یعنی جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زِندگی کی شیخی وہ باپ کی طرف سے نہیں بلکہ دُنیا کی طرف سے ہے۔** دنیا کی چیزیں ہماری خواہشات کو ایندھن فراہم کرتی ہیں اور ہماری خرابیوں کو ابھارنے میں زیادہ زورآور ہیں بہ نسبت اس کے کہ ہمارے اندر موجود بھلائی کو بڑھائیں۔ چونکہ دنیاوی چیزیں ہمیں خدا سے دور کرتی ہیں، نیکی کی ترغیب نہیں دیتیں یا ہمارے اندر موجود بھلائی کو بگاڑ دیتی ہیں، اِسی لیے خداوند نے ہمیں دنیا سے محبت رکھنے سے منع کیا ہے۔ گو کہ دنیا میں کچھ بھلائی ہو سکتی ہے مگر وہ بھلائی حقیقی بھلائی نہیں۔

2۔ **ان اچھی چیزوں کا درست استعمال کرنا یاد رکھیں۔** ہم دنیا اور اس کی چیزوں سے ایسے محبت رکھ سکتے ہیں جیسے کوئی شخص اُن اوزاروں سے محبت رکھتا ہے جنہیں وہ اپنے کاروبار کو انجام دینے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ یعنی، ہم دنیا سے اُسی حد تک محبت رکھ سکتے ہیں جس حد تک

وہ ہمارے اصل مقصد میں ہماری مددگار رہو۔جس حد تک دولت ہمارے روحانی مفادات، مسیح میں ہمارے نفع، تسلی، اطمینان اور فضل میں ترقی کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے، اُس حد تک ہم دنیا سے محبت رکھ سکتے ہیں۔

3۔ **اعلیٰ ترین بھلائی کو ہر چیز پر فوقیت دیں۔** ہم دنیا سے محبت رکھ سکتے ہیں لیکن وہ محبت خدا سے محبت کے تابع ہونی چاہیے جب تک کہ وہ محبت خدا کی محبت میں رکاوٹ نہ بنے۔اس طرح ہم دنیا اور دنیا کی چیزوں میں پائی جانے والی بھلائی سے محبت رکھ سکتے ہیں۔بصورتِ دیگر، ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے۔

اجر کو پہچاننا

کیا کوئی شخص زندگی میں کسی خاص پیشے کو صرف دولت کمانے کے لیے اختیار کرسکتا ہے؟ یا کیا کوئی نوکری صرف اس لیے کی جاسکتی ہے کہ وہ زیادہ منافع بخش ہے؟اس دنیا کے لوگ مختلف پیشے اختیار کرتے ہیں۔لہٰذا، کیا یہ منطقی بات نہیں کہ وہ دنیاوی دولت کے لیے محنت کریں؟اگرچہ دولت کو زندگی کا مقصد بنانا عام بات ہے لیکن سادہ سا جواب یہ ہے کہ انسان ایسا نہیں کرسکتے۔یہاں پانچ وجوہ پیش کی جارہی ہیں جو اس جواب کو سمجھنے میں مددگار رہوں گی؛

1۔ یہ بت پرستانہ سوچ ہے کہ ہم کسی پیشے کو صرف اس لیے اچھا سمجھیں کہ وہ ہمیں مالی فائدہ دیتا ہے۔اعمال 19:24-25 میں ہم پڑھتے ہیں کہ **دیمیتریس نام ایک سُنار تھا جو ارِتمِس کے روپہلے مندر بنوا کر اُس پیشہ والوں کو بہت کام دِلوا دیتا تھا۔اُس نے اُن کو اور اُن کے متعلق اور پیشہ والوں کو جمع کر کے کہا اَے لوگو! تُم جانتے ہو کہ ہماری آسُودگی اِسی کام کی بدولت ہے۔** وہ اپنے پیشے کی اچھائی کو اُس فائدے سے ثابت کرتے تھے جو اُنہیں حاصل ہوتا تھا۔اب ہمیں کسی پیشے کو اس لیے اچھا نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ نفع بخش ہے۔یہ تو بت پرستوں کا طریقہ تھا۔اسی لیے 2 پطرس 2:3 میں جھوٹے نبیوں سے متعلق بیان کیا گیا ہے، **اور وہ لالچ سے باتیں بنا کر تُم کو اپنے نفع کا سبب ٹھہرائیں گے۔** سچے نبیوں کی حوصلہ افزائی اور مدد ہونی چاہیے تھی تاکہ وہ آرام سے زندگی گزار سکیں مگر اُن کے کام کا مقصد فائدہ حاصل کرنا

نہیں تھا۔کلامِ مقدس نے اس رویے کی مذمت کی ہے اور یہ اُن کا گناہ تھا کہ وہ فائدے کے لیے اپنی جانیں تک بیچنے کو تیار ہو گئے تھے۔انہیں اپنی زندگی کی پروانہیں تھی بس دنیاوی فائدہ ملتا رہے۔جب ہماری زندگی میں دو پیشوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہو تو ہمیں صرف فائدے کو دیکھ کر فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔بلکہ اُسے وہ پیشہ اختیار کرنا چاہیے جو اُس کے لئے سب سے زیادہ مناسب ہو۔خدا نے ہمیں جو نعمتیں اور صلاحیتیں دی ہیں، وہ دوسروں کی بھلائی اور خدا کے جلال کے لیے ہیں۔اسی اصول کو ہمارے فیصلوں کی بنیاد ہونا چاہیے۔

2۔ **ہمارے بلاوے اور پیشے کا مقصد عوامی بھلائی ہو۔** ہمیں کلیسیا اور ریاست کی بہتری کے لیے کام کرنا چاہیے، نہ کہ صرف ذاتی فائدے کے لیے۔**اور جب سنبلّط حُورُونی اور عمُّونی غُلام طُوبیاہ نے یہ سُنا کہ ایک شخص بنی اِسرائیل کی بہبودی کا خواہاں آیا ہے تو وہ نہایت رنجیدہ ہوئے** (نحمیاہ 10:2)۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نحمیاہ نے خودغرضی سے نہیں بلکہ اپنی قوم کی بھلائی کے جذبے سے قدم اٹھایا تھا۔وہ محض اپنی ترقی یا فائدے کے لیے نہیں آیا تھا بلکہ وہ اپنی قوم کی فلاح کے لیے مقرر ہوا تھا۔آستر 3:10 میں مردکی کے بارے میں بیان کیا گیا ہے، **کیونکہ یہودی مردکی اخسویرس بادشاہ سے دُوسرے درجہ پر تھا اور سب یہودیوں میں مُعزّز اور اپنے بھائیوں کی ساری جماعت میں مقبُول تھا اور اپنی قوم کا خیر خواہ رہا اور اپنی ساری اولاد سے سلامتی کی باتیں کرتا تھا۔** پس، ہر شخص کو چاہیے کہ کلیسیا یا ریاست کی عوامی بھلائی کو اپنا بنیادی مقصد بنائے۔ایک غیر قوم کا قول ہے، **ہمارا وطن، ہمارے والدین اور ہمارے دوست یہ سب ہمارے مال و دولت، پیشے اور محنت میں حصہ دار ہیں۔ہم صرف اپنی ذات کے لیے نہیں بلکہ سب کی بھلائی کے لیے جیتے ہیں۔** اسی طرح 2 کرنتھیوں 15:12 میں پولس رسول فرماتا ہے، **اور میں تُمہاری رُوحوں کے واسطے بہت خُوشی سے خرچ کرُوں گا بلکہ خُود بھی خرچ ہو جاؤُں گا۔اگر مَیں تُم سے زِیادہ محبّت رکھُّوں تو کیا تُم مُجھ سے کم محبّت رکھّو گے؟** پولس اپنے ذاتی فائدے، شہرت یا تعریف کا طلبگار نہ تھا۔وہ اپنی ذمہ داری میں اتنا مخلص تھا کہ اگر دوسروں کے ایمان کو مضبوط کرنے یا ان کے فائدے کے لیے موقع ملتا تو خود کو قربان کرنے سے بھی گریز نہ کرتا۔یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے بلاوے میں خودغرضی سے

کوسوں دور تھا۔

3۔ **دولت کو اپنا مقصد بنانا انجیل کے اس عظیم اور جلیل اصول، خودی کے انکار کے خلاف ہے۔** متی 24:16 میں ہمارے مبارک نجات دہندہ نے فرمایا کہ **اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خُودی کا اِنکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہولے۔** اسے اپنے آپ کا انکار کرنا ہوگا۔ اب اگر میں اپنے آپ کا انکار کرتا ہوں تو میں بیک وقت خود کو سرفراز نہیں کر سکتا۔ پولس رسول نے فلپیوں 21:2 میں اِسی بات کا گِلہ کیا، **سب اپنی اپنی باتوں کی فِکر میں ہیں نہ کہ یسوع مسیح کی۔** ہر شخص صرف اپنے بارے میں، اپنی عزت، فائدے اور خوشی کے بارے میں ہی سوچتا ہے اور وہ خودی کا انکار نہیں کرتا۔ خودی کا انکار ایک عظیم اور جلیل سچائی ہے جسے ہر مرد اور عورت کو سنجیدگی سے قبول کرنا اور اِس کا اطلاق اپنی زندگی میں عملی طور پر کرنا چاہیے ورنہ وہ مسیح خداوند کے شاگرد نہیں ہیں۔

4۔ **یہ بات بائبل مقدس کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے کہ ہم دنیاوی فائدے کو اپنی زندگی کا اصل مقصد بنا لیں۔ مال دار ہونے کے لئے پریشان نہ ہو۔ اپنی اِس دانش مندی سے باز آ** (امثال 4:23)۔ آپ کا یہ مقصد نہیں ہونا چاہیے۔ زیادہ تر لوگ دولت مند اور دنیا میں بڑا مرتبہ حاصل کرنے کے لیے محنت کرتے ہیں لیکن یہ اُن کا مقصد نہیں ہونا چاہیے۔ دولت مند بننے کے لیے محنت کرنا یوحنا 27:6 کے بھی منافی ہے، **فانی خُوراک کے لئے محنت نہ کرو بلکہ اُس خُوراک کے لئے جو ہمیشہ کی زِندگی تک باقی رہتی ہے جسے ابن آدم تمہیں دے گا کیونکہ باپ یعنی خدا نے اُسی پر مُہر کی ہے۔** ہمیں فانی چیزوں کو نہیں بلکہ ہمیشہ کی زندگی کو اپنا مقصد بنانا چاہیے۔

5۔ **ہمیں اپنے بلاوے اور پیشے کو خدا کے جلال کا ذریعہ بنانا چاہیے چاہے ہمیں اس سے کوئی دنیاوی فائدہ یا نفع حاصل ہو یا نہ ہو۔** خدا نے آدم کو ایک کام دیا تا کہ وہ خدا کا جلال ظاہر کرے۔ **پس تُم کھاؤ یا پیو یا جو کُچھ کرو سب خدا کے جلال کے لئے کرو** (1 کرنتھیوں 31:10)۔ اپنے بلاوے اور ہر پیشے میں ہمارا مقصد یہی ہونا چاہیے کہ اس سے خدا کا جلال ظاہر ہو۔ افسیوں 5:6-8 میں پولس فرماتا ہے، **اَے نوکرو! جو جسم کے رُو سے تُمہارے مالِک ہیں اپنی صاف دِلی**

سے ڈرتے اور کانپتے ہوئے اُن کے اَیسے فرمانبردار رہو جیسے مسیح کے۔ اُنہیں اپنے کام میں مسیح کی خدمت اور اُس کا جلال ظاہر کرنا ہے، چاہے ان کا مقام کتنا ہی ادنیٰ کیوں نہ ہو۔ سب سے ادنیٰ خادم کو بھی مسیح کی خدمت کرنی چاہیے۔ اور آدمیوں کو خُوش کرنے والوں کی طرح دِکھاوے کے لئے خدمت نہ کرو بلکہ مسیح کے بندوں کی طرح دِل سے خدا کی مرضی پُوری کرو۔ اور اُس خدمت کو آدمیوں کی نہیں بلکہ خداوند کی جان کر جی سے کرو۔ اُنہیں انسانوں کو خوش کرنے والے یا اپنی ذات کے فائدے کے طلبگار نہیں ہونا چاہیے بلکہ خداوند کی خدمت کرنی چاہیے۔ اُن کا مقصد خداوند کی عزت اور جلال ہونا چاہیے۔ کیونکہ تُم جانتے ہو کہ جو کوئی جیسا اچھّا کام کرے گا خواہ غُلام ہو خواہ آزاد خداوند سے ویسا ہی پائے گا۔ اگر ہم بلاوے، اپنے پیشے اور کام میں خدا کے حضور راست ہوں اور نفع و فائدہ کو اپنا مقصد نہ بنائیں تو ہم خداوند سے اجر پائیں گے۔

چوتھا باب

عملی اطلاق

اب میں اس نکتے کی عملی اہمیت کی وضاحت کروں گا کہ جولوگ حالت تقدیس میں ہیں چاہے وہ چھوٹے بچے ہوں، نوجوان ہوں یا بزرگ، انہیں دنیا یا دنیا کی چیزوں سے محبت نہیں رکھنی چاہیے۔ اِس کے ساتھ ساتھ چند ہدایات درج ذیل ہیں کہ ہم اِس بات کا کیسے جائزہ لیں کہ آیا ہمارے دِلوں میں دنیا کی محبت موجود ہے یا نہیں؛

اِس کی افادیت

اوّل۔ یہ ہمیں ہماری فطرت کے بگاڑ سے آگاہ کرتا ہے جواز حد دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت کرنے کی طرف مائل ہے۔ اِسی لئے خدا نے اس سے منع فرمایا ہے، **نہ دنیا سے محبت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دنیا میں ہیں** (1 یوحنا 2:15)۔ یہ حکم اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ آدم اور حوّا کے گناہ میں گرنے کے بعد تمام انسانوں کی فطرت ایسی ہوگئی ہے کہ اُنکا جھکاؤ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی طرف ہے۔ ہم خدا کو چھوڑ کر ان چیزوں کے پیچھے دوڑتے ہیں جنہیں خدا نے ہمارے لیے بنایا مگر ہم انہیں اتنی اہمیت دے بیٹھتے ہیں کہ ہم اُن سے محبت کرنے لگتے ہیں، ان پر دل وجان نچھاور کرتے ہیں اور اپنی توانائی، وقت اور توجہ صرف انہی پر لگا دیتے ہیں اور خدا اور خدا کی باتوں کو یکسر بھلا دیتے ہیں۔ جیسے پانی ہمیشہ نیچے کی طرف بہتا ہے اور آگ اوپر کی طرف بلند ہوتی ہے اسی طرح ہمارے دل بھی زمینی چیزوں کے پیچھے دوڑنے کی طرف مائل ہیں۔ یہ رجحان تمام انسانوں میں پایا جاتا ہے۔اس کی ماہیت عالم گیر ہے جو ہر انسان کے دل میں موجود ہے، چاہے وہ مانے یا نہ مانے۔ ہمارے دل اور فطرت نہایت بگڑے ہوئے ہیں کیونکہ ہم ان چیزوں کی طرف مائل ہیں جن سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔ ہمیں اپنی یہ حالت دیکھ کر عاجزی اختیار کرنی چاہیے کہ ہم اس قدر بگڑ چکے ہیں کہ ہم راہِ راست سے بھٹک چکے ہیں اور ان حقیر، فنا ہونے والی اور بے

وقعت چیزوں کو اہمیت دیتے ہیں۔ہم اُس حقیقی اور ہمیشہ رہنے والی ہستی یعنی خدا کو نظر انداز کرتے ہیں جو اکیلا یہ کہنے پر قادر ہے کہ **میں جو ہوں سو میں ہوں۔ میں ہی موجود بالذات ہوں۔ میں ہی حاکم مطلق ہوں۔وہ محبت کے لائق ہےاور ہم اُس سے محبت نہیں رکھتے۔**

دوم۔اگر اُن لوگوں کو جو حالت تقدیس میں ہیں، دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیےتو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ، واقعی، تقدیس کی حالت میں رہنے والے لوگ بہت ہی کم ہیں کیونکہ ایسے بہت کم لوگ ہیں جو دنیا سے محبت نہیں رکھتے۔دنیا سے محبت اتنی عام بات ہے کہ یہ خود دنیا پر ظاہر کر دیتی ہے کہ ان کو یا تو فضل حاصل نہیں ہے یا فضل صرف ظاہری ہے، نجات بخش فضل نہیں۔پولس رسول فرماتا ہے، **سب اپنی اپنی باتوں کی فِکر میں ہیں نہ کہ یسوع مسیح کی** (فلپیوں 21:2)۔رسولوں کے دَور میں بھی یہی حال تھا۔لوگ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت رکھتے تھے۔اُنہیں دنیا کی عزت، شہرت، مقام، طاقت، دولت، عیش و آرام اور وہ سب چیزیں زیادہ عزیز تھیں جو جسم اور پرانے انسان کو پسند آتی ہیں۔وہ ان چیزوں سے محبت رکھتے تھےاور مسیح کو اہمیت نہیں دیتے تھے۔جیسا کہ مکاشفہ 3:13 میں ہم دیکھتے ہیں، **ساری دنیا تعجّب کرتی ہوئی اُس حیوان کے پیچھے پیچھے ہو لی**۔آج کے دَور میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جو دنیا سے الگ ہو کر جیتے ہیں جو دنیاوی چیزوں کی خواہشات سے بالاتر ہو کر زندگی گذار رہے ہوں۔پولس بیان کرتا ہے کہ **ہمارا وطن آسمان پر ہے** (فلپیوں 20:3)۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنکا وطن آسمان پر ہے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو یہ کہیں کہ ہم آسمان کے شہری ہیں اور ہماری محبت اور ہمارا سب کچھ آسمان پر ہے؟ ایسے لوگ بہت نایاب ہیں۔

سوم۔اگر ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیےتو پھر ہمیں دنیا کی بہت زیادہ چیزوں کی خواہش بھی نہیں رکھنی چاہیے۔خاص طور پر وہ لوگ جو خدا پرست اور دِیندار ہیں، اُنہیں چاہیے کہ وہ دنیا کی تھوڑی سی چیزوں پر ہی قناعت کریں۔دنیا کی تھوڑی سی چیزیں اُن کے لیے کافی ہونی چاہیے؛ تھوڑا سا ہی ہمیں ہماری منزل تک پہنچا دے گا۔جب ہمیں سفر کرنا ہو یا دوڑ لگانی ہوتو اپنے اوپر بھاری مٹی لا دلینا عقلمندی نہیں ہے۔عبرانیوں 5:13 میں رسول بیان کرتا ہے، **زر کی دوستی سے خالی رہواور جو تُمہارے پاس ہے اُسی پر قناعت کرو**۔ہم جو مسیحی ہیں، اُسی پر قناعت کریں جو ہمارے پاس ہےاور دنیا اور دنیا کی چیزوں کی حرص نہ کریں۔**کیونکہ نہ ہم دنیا میں کُچھ لائے اور نہ کُچھ اُس**

میں سے لے جا سکتے ہیں۔ پس اگر ہمارے پاس کھانے پہننے کو ہے تو اُسی پر قناعت کریں (1 تیمتھیس 6:7-8)۔ ایمانداروں کے لئے یہ باتیں قابل غور ہیں۔ **میں دنیا میں کچھ بھی لے کر نہیں آیا اور کچھ بھی لے کر نہیں جاؤں گا۔ پس اگر میرے پاس کھانے کو، پہننے کو اور دنیا میں رہنے کے دوران سہولت کی چیزیں موجود ہیں تو پھر میں اور زیادہ محنت و مشقت کیوں کروں جبکہ مجھے معلوم بھی نہیں کہ میں کس چیز کے لیے کوشاں ہوں؟** انسان اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کہ وہ دنیا سے کچھ بھی لے کر نہیں جائیں گے مگر یہ بالکل یقینی ہے۔ یہ بنیاد اتنی پختہ ہے کہ آپ اس پر عمارت کھڑی کر سکتے ہیں۔ جب ہم مریں گے تو اپنے ساتھ کچھ بھی نہیں لے کر جائیں گے۔ تو پھر آئیں، ہمارے پاس جو کچھ ہے اُسی پر قناعت کریں۔

چہارم۔ یہ ایک سرزنش ہے جو زیادہ تر اُن مرد و خواتین کو ملامت کرنے کے لیے ہے جو اپنے آپ کو مسیحی ظاہر کرتے ہیں۔ جنہیں دِیندار اور حالت تقدیس میں سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ کلیسیا میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت رکھتے ہیں۔ میں اس بنیاد پر ظاہری مسیحیوں کو سختی سے اور تلخی کے ساتھ ملامت کر سکتا ہوں۔

دلوں کا جائزہ لینا

میں جانتا ہوں کہ فوراً یہ کہا جائے گا، ہم دنیا سے محبت نہیں رکھتے، ہم صرف دنیا کو کام میں لاتے ہیں! اگر واقعی ایسا ہی ہو تو مجھے خوشی ہو گی، تو آئیں، جانچتے ہیں کہ ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں یا نہیں۔ میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا اور چاہوں گا کہ آپ اُن کا غیر جانبداری سے جواب دیں۔ غور کریں، کیا کہا گیا ہے، **نہ دنیا سے محبت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دنیا میں ہیں (1 یوحنا 15:2)۔**

کیا میں دنیاوی چیزوں کے بارے میں آسمان اور آسمان کی روحانی چیزوں کے مقابلے میں زیادہ فکر مند ہوں؟

مرد و زن لین دین، گھروں و زمین کی خرید و فروخت کے لئے کتنی احتیاط برتتے ہیں! وہ ان چیزوں کے لیے کیا کچھ قربان نہیں کرتے۔ اگر کسی زمین یا مکان کے مالکانہ حق میں ذرا سی بھی الجھن ہو تو

وہ بڑی محنت سے معاملہ سلجھاتے ہیں تا کہ سب کچھ یقینی ہو جائے اور کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔ اِسی طرح سمندری طوفان کے خطرے کے پیشِ نظر اشیا کی فوراً انشورنس کروائی جاتی ہے تا کہ مال و دولت کو بچایا جا سکے۔ لوگ اپنی دنیاوی اشیا کے تحفظ کے لیے بڑی قیمت ادا کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ لیکن جب بات ان کی روح کی ابدی حالت کی ہو تو وہ نہایت معمولی کوشش کرتے ہیں اور ذرا سا بھی خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ حالانکہ کلامِ مقدس فلپیوں 12:2 میں فرماتا ہے، **ڈرتے اور کانپتے ہوئے اپنی نجات کا کام کئے جاؤ۔** آپ ایک طوفان میں گھرے ہوئے ہیں اور آپ کے بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ آپ اپنی جان سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو سکتے ہیں۔ اِس لئے ڈرتے اور کانپتے ہوئے اپنی نجات کا کام کئے جائیں۔ یہ کوئی آسان یا معمولی کام نہیں بلکہ ایک مسلسل جدوجہد ہے۔ آپ کو اپنی زندگی کے اندھیروں سے، شک وشبہ، ڈر اور روحانی الجھنوں سے نکل کر اپنی نجات کا کام کئے جانا ہے۔ **اپنے بلاوے اور برگزیدگی کو ثابت کرنے کی زِیادہ کوشش کرو** (2 پطرس 10:1)۔ یہ کام محنت سے ہوتا ہے کیونکہ یہ آسانی سے مکمل نہیں ہوتا۔ صرف اتنا کہنا کہ **اے خداوند، مجھ پر رحم کر** کسی کو نہ بچاتا ہے اور نہ ہی اُسے یقین دلاتا ہے۔ نہیں، اس کے لیے دعا، جدوجہد، فریاد اور خدا کے ساتھ کشتی کرنا ضروری ہے۔ ہر انسان کیلئے ضروری ہے کہ کلامِ مقدس کی تحقیق وتفتیش کرے اور اس کی سچائیوں کا اپنی زندگی پر اطلاق کرے۔ چنانچہ 2 پطرس 5:1 میں بیان کیا گیا ہے کہ **کمال کوشش کر کے اپنے اِیمان پر نیکی بڑھاؤ** اور اِسی طرح دیگر۔ مرد وخواتین کو چاہیے کہ محنت کریں، بہت محنت کریں اور ان کی تمام کوشش اس پر ہو کہ وہ فضل حاصل کریں اور اپنے بلاوے اور برگزیدگی کو ثابت کریں۔ ہم دنیاوی کاموں میں بڑی محنت کرتے ہیں لیکن اپنی جان کے لیے تھوڑی سی بھی کوشش نہیں کرتے۔ کیا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ ہماری محبت دنیا سے ہے نہ کہ خدا سے؟

> کیا دنیا خدا کی چیزوں کو ایک طرف دھکیل دیتی ہے اور انہیں کاٹ کر الگ کر دیتی ہے؟ کیا دنیاوی چیزیں اور خواہشات خدا کی چیزوں کو نکال باہر کرتی ہیں؟

لوقا 14:18-20 میں پیش تمثیل میں جب مہمانوں کو عظیم ضیافت کے لیے بلایا گیا تو ان سب نے بہانے بنائے۔ میں نے ایک زمین خریدی ہے اور مجھے ضرور جا کر اسے دیکھنا ہے۔ میں نے

پانچ جوڑی بیل خریدے ہیں، میں انہیں آزمانے جا رہا ہوں۔ میں نے شادی کی ہے، اس لیے میں نہیں آ سکتا۔ وہ مسیح کی بات سننے کے لیے نہیں آ سکے، نہ ہی ان عظیم چیزوں میں شریک ہو سکے جو مسیح نے انہیں انجیل میں پیش کی تھیں۔ اسی طرح دنیاوی چیزیں ہماری دعا، کلامِ الٰہی کے مطالعہ، اپنے خاندان کو روحانی تعلیم دینے، غور وفکر اور دل کی جانچ پڑتال کے کاموں کو پیچھے دھکیل دیتی ہیں۔ اور اگر دنیاوی چیزیں روحانی امور کو بالکل ختم نہ بھی کریں، تب بھی وہ انہیں کم کر دیتی ہیں اور محدود بنا دیتی ہیں۔

ہمیں سنجیدگی سے خود سے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا ہم واقعی خدا کی بادشاہی اور اس کی راست بازی کی تلاش کرتے ہیں؟ دنیاوی چیزیں آسمانی بادشاہی کی چیزوں، خدا کی باتوں اور روح کی اہم حقیقتوں کو پیچھے دھکیل دیتی ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں جب ہم بڑی اور اہم چیزوں کو معمولی دنیاوی باتوں کے لیے ترک کر دیتے ہیں۔ ایک معمولی سا کام بھی انسان کو مقدس فرائض سے غافل کر دیتا ہے یا انہیں محض رسمی طریقے سے ادا کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ لیکن داؤد جو خدا کے دل کے موافق تھا فرماتا ہے کہ **میں نے اپنی راہوں پر غور کیا اور تیری شہادتوں کی طرف اپنے قدم موڑے** (زبور 119:59)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے سوچا کہ میں کس راہ پر جا رہا ہوں۔ دنیا مجھے اپنی طرف کھینچ رہی تھی لیکن میں نے اپنا راستہ بدلا اور خدا کے حکموں کی فرمانبرداری کرنے میں دیر نہ کی۔ پھر وہ فرماتا ہے، **تیری صداقت کے احکام کے لئے مَیں آدھی رات کو تیرا شُکر کرنے کو اُٹھوں گا** (زبور 119:62)۔ یعنی میں آدھی رات کو اٹھ کر پوشیدگی میں جب کوئی مجھے دیکھ نہ رہا ہو، خدا کی شکرگزاری کے لئے بیدار ہوں گا۔ ہم بمشکل ہی خدا کی خاص رحمتوں پر شکر ادا کرنے کے لیے جاگتے ہیں، چہ جائیکہ راست فیصلوں پر شکر ادا کریں۔ اگر ہم روحانی باتوں اور ذمہ داریوں کو دنیاوی کاموں کی وجہ سے نظر انداز کر دیتے ہیں تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم دنیا سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہیں۔

کیا میں روحانی معاملات میں تھوڑے پر قناعت کر لیتا ہوں؟

کیا آپ تھوڑے سے فضل پر قناعت کرتے ہیں، خدا کے تھوڑے سے عرفان پر، خدا سے تھوڑی

سی رفاقت پر، آسمانی چیزوں کی جانب تھوڑے سے میلان پر؟ مگر کیا آپ دنیا کی چیزوں کے لیے بے تاب نہیں ہیں اور ان میں جو کچھ آپ کے پاس ہے اس پر کبھی قناعت نہیں کرتے اور مطمئن نہیں ہوتے؟ کیا میں دنیاوی چیزوں میں ہمیشہ زیادہ کا طلبگار نہیں رہتا؟ اس ہفتے تھوڑا، اگلے ہفتے اور زیادہ، اگلے سال اور بڑھ کر اور روز بروز مزید حاصل کرنے کی چاہ؟ کیا آپ کا دِل امثال 15:30 میں بیان کردہ اس جونک کی طرح ہے جو چلاتی ہے، دے! دے! اگر میرا دل ہمیشہ دنیا کا ہی طلبگار رہتا ہے اور خدا کا نہیں تو سمجھ لیں کہ دِل دنیا سے محبت رکھتا ہے۔ مرد و زن خود کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت نہیں رکھتے حالانکہ وہ دنیا کی چیزوں کے پیچھے لالچی اور حریص ہوتے ہیں۔ یہ بات عاموس 5:8 میں بیان ہوئی ہے، **نئے چاند کا دِن کب گذرے گا تاکہ ہم غلّہ بیچیں اور سبت کا دِن کب ختم ہوگا کہ گیہوں کے کھتّے کھولیں؟** یعنی یہ روحانی ذمہ داریاں کب ختم ہوں گی تاکہ وہ دنیاوی دھندوں میں لگ جائیں۔ جیسا کہ امثال 19:1 میں بیان کیا گیا ہے، **نفع کے لالچی کی راہیں اَیسی ہی ہیں۔ اَیسا نفع اُس کی جان لے کر ہی چھوڑتا ہے۔** لوگ نفع کے لالچ میں مبتلا ہوتے ہیں، مالداروں کو دیکھ کر اُن جیسے بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی ویسے ہی بڑے، اختیار والے اور معزز ہوں، ویسے ہی بڑے بڑے سودے کریں اور ہماری آمدن بھی ویسی ہی ہو جیسی اُن کے پاس ہے۔ مگر ہم عام طور پر اُن لوگوں کو نہیں دیکھتے جو فضل کی دولت سے دولت مند ہیں جو بہت روحانی، آسمانی باتوں کا خیال رکھنے والے اور دیندار ہیں جو خدا کے ساتھ قریبی تعلق رکھتے ہیں اور یہ نہیں کہتے۔ کاش میں بھی ان جیسا ہوتا۔ اور پھر ہم فضل میں ترقی کرنے اور خدا کے ساتھ چلنے کی کوشش نہیں کرتے جیسے حنوک تین سو سال تک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ ایسی صورت حال یہ ظاہر کرتی ہے کہ ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔ لہٰذا اپنے دل سے سوال کریں کہ کیا آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے؟ کیا آپ دنیا کی مزید تر مزید چاہت رکھتے ہیں مگر خدا اور آسمان کی مزید تر مزید آرزو نہیں رکھتے؟

تو آخر وہ کون سی چیز ہے جس میں مجھے سب سے زیادہ خوشی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے؟

کیا آپ کا سکون دنیا اور اس کی چیزوں میں ہے جو یہ آپ کو دیتی ہے؟ یقیناً یہ چیزیں ہماری فطرت

کوخوشگوار اور دلکش محسوس ہوتی ہیں۔لیکن آسمانی چیزوں کا کیا؟ کیا وہ انڈے کی سفیدی کی مانند ہیں، بے ذائقہ اور ناپسندیدہ؟ **بہت سے کہتے ہیں کون ہم کو کُچھ بھلائی دِکھائے گا؟** لیکن داؤد نے کہا، **اَے خداوندتُو اپنے چہرہ کا نُور ہم پر جلوہ گر فرما** (زبور 4:6)۔داؤد نے اِسی میں بھلائی کو دیکھا۔خدا کے چہرہ کا نور اُس کے لیے شیرین تھا۔وہ پکار اٹھا، **آزما کر دیکھو کہ خداوند کیسا مہربان ہے** (زبور 34:8)۔یعنی خداوند میری جان کے لیے بھلا اور نہایت شیرین ہے۔اور وہ چاہتا تھا کہ دوسرے بھی آزمائیں کہ خداوند کتنا بھلا ہے۔وہ چاہتا تھا کہ لوگ خدا کا فضل حاصل کریں، اُس سے رفاقت رکھیں، خدا کے ساتھ صلح میں رہیں اور روح القدس میں خوشی منائیں۔یہ وہ چیزیں ہیں جو نجات یافتہ کو حقیقی مسرت اور سکون عطا کرتی ہیں۔برعکس اس کے، **بہت سے کہتے ہیں کون ہم کو کُچھ بھلائی دِکھائے گا؟** یعنی اس سے اُن کی مراد گیہوں، مے، تیل، دنیاوی خوشیاں، منافع اور اِس جیسی دیگر چیزیں ہیں۔ان کے لیے یہی سب کچھ اصل خوشی ہے۔جبکہ روحانی باتیں اُن کے لیے بے وزن، خیالی اور غیر اہم سی لگتی ہیں۔لیکن جس کا تعلق خدا سے ہے وہ جانتا ہے کہ **خداوند کے قوانین راست ہیں۔وہ دِل کو فرحت پہنچاتے ہیں** (زبور 19:8)۔داؤد کا تاج اور بادشاہی اُس کے دل کو اتنی خوشی نہ دیتے تھے جتنے خدا کے احکام۔جیسا کہ اُس نے کہا، **وہ سونے سے بلکہ بہت کُندن سے زِیادہ پسندیدہ ہیں۔وہ شہد سے بلکہ چھتّے کے ٹپکوں سے بھی شیرین ہیں** (زبور 19:10)۔دنیا کے لوگ کہتے ہیں، ہمیں سونا اور بہت زیادہ مال و دولت چاہیے! لیکن داؤد کہتا ہے، **وہ سونے سے بلکہ بہت کُندن سے زِیادہ پسندیدہ ہیں۔وہ شہد سے بلکہ چھتّے کے ٹپکوں سے بھی شیرین ہیں**۔اب سوال یہ ہے کہ آپ کو کس چیز میں مٹھاس محسوس ہوتی ہے؟ دنیا سے محبت رکھنے والا سوال کرتا ہے، اِس میں کیا فائدہ ہے، **ربُّ الافواج کے احکام پر عمل کرنا اور اُس کے حضُور ماتم کرنا لاحاصل ہے** (ملاکی 3:14)۔یعنی، ہمیں خدا کی خدمت، زیادہ دعا، مطالعہ، غور و فکر اور مقدس مجمع میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ہمیں خدا کا کلام سننے اور عبادت کرنے میں کوئی نفع محسوس نہیں ہوتا۔اس کا کیا فائدہ ہے؟ ایسے لوگوں کے نزدیک زمینی فائدہ ہی دِینداری ہے۔لیکن نجات یافتہ کے لیے خدا کی کوئی بھی بات اور روحانی چیز شیرین اور بڑا نفع ہے۔

کیا میں دنیا حاصل کرنے کے لیے مشکوک یا ناجائز ذرائع استعمال کرتا ہوں؟ کیا میں ان جائز اور یقینی ذرائع کو نظر انداز کرتا ہوں جو مجھے آسمانی اور روحانی برکتیں عطا کر سکتے ہیں؟

بہت سے لوگ دنیا حاصل کرنے کے لیے مشکوک اور ناجائز ذرائع بھی استعمال کرتے ہیں۔ 1 تھسلنیکیوں 6:4 بیان کرتی ہے، **اور کوئی شخص اپنے بھائی کے ساتھ اِس اَمر میں زِیادتی اور دَغا نہ کرے کیونکہ خداوند اِن سب کاموں کا بدلہ لینے والا ہے۔** کیا لوگ دوسروں سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور انہیں دھوکہ نہیں دیتے تاکہ دنیاوی چیزوں کو حاصل کر سکیں؟ کیا وہ دھوکہ، فریب، جھوٹ، ملاوٹ یا غلط ناپ تول کے ذریعے لوگوں کا مال نہیں ہتھیا لیتے؟ عاموس 5:8 ان لوگوں کا ذکر کرتی ہے جو **فریب کی ترازو سے دغا بازی کرتے ہیں۔** جب کوئی جھوٹے پیمانے، فریب یا دھوکہ دہی کے ذرائع اختیار کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ دنیا سے محبت رکھتا ہے۔ وہ اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں اور صرف دنیا کے لئے اپنے ضمیر کو تکلیف دیتے ہیں۔ اگر کبھی ان کا ضمیر جاگ جائے تو وہ ان کے خلاف گواہی دے گا، ان پر الزام لگائے گا اور اُن کے اعمال کی وجہ سے انہیں ملامت کرے گا۔ یقیناً ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں اگر ہم مشکوک اور ناجائز ذرائع استعمال کرتے ہیں اور پھِر ان ذرائع کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو بالکل جائز اور یقینی ہیں۔ خدا نے فضل کے وسائل مقرر کئے ہیں، دعا، غور و فکر، خدا کے کلام کو سننا اور بائبل مقدس کا مطالعہ کرنا۔ یہ وہ ذرائع ہیں جو جائز اور یقینی ہیں اور یقیناً فائدہ پہنچاتے ہیں۔ جبکہ باقی ذرائع مشکوک اور ناجائز ہیں۔

کیا مجھے نت نئے خیالات، علم حاصل کرنے، دانائی سے بولنے، ذہانت، قابلیت اور اس جیسی دوسری چیزوں سے محبت ہے؟

یاد رکھیں، یہ تمام چیزیں دنیوی ہیں۔ ہائے، یہ کس طرح انسانوں کے دل و دماغ کو لبھاتی ہیں! کچھ لوگ انسانی علم پر قناعت کر لیتے ہیں جو ظاہر کرتا ہے کہ اُنکے دِل دنیاوی اور جسمانی طبیعت کے تابع ہیں۔ جیسے پولس نے فرمایا (1 کرنتھیوں 2:4-5)، **اور میری تقریر اور میری مُنادی میں حِکمت کی**

لبھانے والی باتیں نہ تھیں بلکہ وہ روح اور قُدرت سے ثابت ہوتی تھی۔ تاکہ تُمھارا اِیمان اِنسان کی حِکمت پر نہیں بلکہ خدا کی قُدرت پر مَوقُوف ہو۔ افسوس کی بات ہے کہ کچھ لوگوں کا ایمان انسان کی حکمت پر قائم ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں، وہ بڑا فصیح البیان ہے، وہ بہت بڑا عالم ہے، اس کے خیالات اور اندازِ بیان منفرد ہیں۔ ایسے لوگ ان باتوں سے خوش ہو جاتے ہیں لیکن جب بات انجیل کی سادگی، واضح اور روحانی سچائیوں کی ہوتی ہے تو اُن سچائیوں کو بمشکل قبول کرتے ہیں۔ اب جو کچھ خدا کی طرف سے ہے، وہ سادہ اور روحانی ہوتا ہے اور جس قدر زیادہ کوئی سچائی روحانی ہو نجات یافتہ شخص کے لئے اتنی ہی زیادہ قابلِ قبول ہوتی ہے۔ لیکن جو لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں، ان کے لیے روحانی باتیں بوجھ بن جاتی ہیں کیونکہ وہ ان کی خودغرضی، گناہوں اور دنیاوی خواہشات کے خلاف ہوتی ہیں۔ پس اپنے آپ سے سوال کریں کہ کس چیز کی جانب آپ زیادہ کھنچے چلے جاتے ہیں؟

کیا میں ظاہری، دنیاوی چیزوں کے نقصان پر زیادہ غمگین ہوتا ہوں بہ نسبت روحانی چیزوں کے نقصان کے؟

بہت سے لوگ اپنے قریبی رشتے داروں جیسے شوہر، بیوی، بچوں یا گھر چھن جانے پر شدید رنجیدہ ہوتے ہیں۔ وہ اکثر روتے ہیں، سر جھکا لیتے ہیں، کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں، بستروں پر پڑے رہتے ہیں اور کسی طرح کی تسلی قبول نہیں کرتے۔ لیکن اگر کوئی دِیندار پاسبان دنیا سے رخصت ہو جائے، اگر عبادات کا سلسلہ رک جائے، اگر سبت (اتوار) کے دِن کی عبادت ختم کر دی جائے یا اُس دِن عبادت کی بجائے دیگر تفریحات کو ترجیح دی جائے۔ تو کتنے لوگ ہیں جو اس پر اسی طرح غمگین ہوتے ہیں؟ کتنے ہیں جو اس کمی کو محسوس کرتے ہیں؟ جب ہم اُن چیزوں کے چھن جانے پر زیادہ افسوس کرتے ہیں جن سے ایک نہ ایک دن ویسے بھی جدا ہونا ہی ہے لیکن ان چیزوں کی فکر نہیں کرتے جو ہماری روحانی زندگی سے متعلق ہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہمارا دل دنیا کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہے۔ ان چند سوالات کا ایمانداری سے جواب دینا آپ کی مدد کرے گا یہ جاننے میں کہ آیا آپ دنیا سے محبت رکھتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر آپ کو معلوم ہو کہ آپ کا دل اِس دنیا کی محبت میں گرفتار ہے تو آپ سخت ملامت کے لائق ہیں۔



پانچواں باب

دنیا سے محبت نہ رکھنے کے مزید اسباب

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ نہ دنیا سے محبت رکھیں نہ اُن چیزوں سے دنیا میں ہیں۔ دنیا کی چمک دمک، آسائش و آرام، وقتی فائدے، ذاتی پسندیدگی اور عزت و شہرت کی طلب، ان سب سے دل نہ لگائیں۔ اِس نصیحت کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے چند دلائل درج ذیل ہیں؛

یہ گناہ ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ دنیا سے محبت رکھنا گناہ ہے۔ جو کچھ ہمیں منع کیا گیا ہے، وہ گناہ ہے اور کیا آپ گناہ میں زندگی گذاریں گے؟ کیا گناہ کوئی معمولی بات ہے؟ آپ جواب دیں گے، **شرع کی مخالفت گناہ ہے**۔ تو یہ شریعت ہے کہ دنیا سے محبت نہ رکھیں۔ اگر آپ دنیا سے محبت رکھتے ہیں تو آپ اس شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ لہٰذا اس شریعت کی خلاف ورزی میں زندگی مت گذاریں۔ گناہ میں زندگی گذارنا بہت بُری بات ہے۔ حزقی ایل 4:18 ہمیں خبردار کرتی ہے، **جو جان گُناہ کرتی ہے وُہی مَرے گی۔** چاہے اُن کی روحانی حیثیت کچھ بھی ہو، سرفراز یا پست، تعلیم یافتہ یا جاہل، امیر یا غریب۔ اگر وہ گناہ میں زندگی گذارتے ہیں تو وہ مریں گے۔ گناہ میں زندگی گذارنا خطرناک ہے چاہے وہ کتنا ہی خوشنما، فائدہ مند یا عزت بخشنے والا ہی کیوں نہ لگے۔ اگر آپ دنیا سے محبت رکھتے ہیں تو آپ گناہ میں زندگی گذار رہے ہیں۔ لازم ہے کہ ہم **بدی سے نفرت رکھیں اور نیکی سے لپٹے رہیں** (رومیوں 9:12)۔ سب سے چھوٹا گناہ بھی بُرا ہے، چاہے وہ محض ایک بُرا خیال یا خواہش ہی کیوں نہ ہو۔ جب وہ عمل میں لایا جائے، اس میں زندگی گذاری جائے اور اسے معمول بنا لیا جائے تو وہ کس قدر قبیح ہوگا؟ یہ ہمیں ابدی ہلاکت کی طرف لے جائے گا **کیونکہ گناہ کی مزدوری موت ہے** (رومیوں 23:6)۔

یہ خدا کا حکم ہے کہ دنیا سے محبت نہ رکھیں

ہم دنیا سے اِس لئے محبت نہ رکھیں کیونکہ یہ خدائے بزرگ و برتر کا واضح حکم ہے۔خدائ عظیم، مبارک اور جلیل خدا ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم دنیا سے محبت نہ رکھیں۔**نہ دنیا سے محبت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دنیا میں ہیں** (1 یوحنا2:15)۔کیا خدائِ عظیم کا حکم ہمارے لیے کافی نہیں؟ بادشاہ کے کلام میں قدرت ہوتی ہے۔تو یہاں تمام بادشاہوں کے بادشاہ، زمین و آسمان کے خدائِ عظیم کا حکم ہے کہ دنیا سے **محبت نہ رکھو**۔پطرس نے کہا، **اَے اُستاد ہم نے رات بھر محنت کی اور کُچھ ہاتھ نہ آیا مگر تیرے کہنے سے جال ڈالتا ہوں** (لوقا5:5)۔پس ہمیں بھی خدا کے حکم کی طرف توجہ دینی چاہیے۔اَے خداوند، تیرے حکم سے، میں دنیا اور اُن چیزوں سے محبت نہیں رکھوں گا جو یہ دنیا پیش کرتی ہے۔مزید وضاحت کے لیے ہم یرمیاہ نبی کی کتاب میں ریکابیوں کا واقعہ پڑھتے ہیں (یرمیاہ باب35)۔ان کے بزرگ، یوناداب بن ریکاب نے اپنی اولاد کو حکم دیا تھا کہ وہ کبھی مے نہ پئیں اور نہ گھر بنائیں اور نہ بیج بوئیں اور نہ تاکستان لگائیں۔یرمیاہ نے مے سے لبریز پیالے اُن کے سامنے رکھے اور اُن سے کہا مے پیو مگر انہوں نے انکار کر دیا (یرمیاہ35:5-7)۔ اب غور کریں کہ خداوند نے 14 ویں میں کیا فرمایا، **جو باتیں یوناداب بن ریکاب نے اپنے بیٹوں کو فرمائیں کہ مے نہ پیو وہ بجالائے اور آج تک مے نہیں پیتے بلکہ اُنہوں نے اپنے باپ کے حکم کو مانا لیکن مَیں نے تُم سے کلام کِیا اور بروقت تُم کو فرمایا اور تُم نے میری نہ سُنی**۔خدا فرماتا ہے کہ کیسی شرم کی بات ہے کہ ایک انسان کے حکم کو کس طرح مانا جاتا ہے اور جو خدائِ عظیم ہماری زندگیوں کا مالک ہے، اُس کے حکم کو نہ ہم قبول کرنا چاہتے ہیں اور نا ہی اُس پر دھیان دینا چاہتے ہیں۔تو پھر خدائِ عظیم ہم سے فرماتا ہے، **دنیا سے محبت نہ رکھو**۔لہٰذا، اس کے احکام ہمارے لیے قوت اور اختیار کے حامل ہیں تاکہ اُن سے ہمارے دِل دنیا کی محبت سے الگ ہو جائیں۔

یہ بدکاروں کا بخرہ ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ یہ بدکار اور بے دین لوگوں کا بخرہ ہے۔زبور 14:17 بیان کرتی ہے کہ **دنیا کے لوگوں کا بخرہ اِسی زِندگی میں ہے**۔کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا سارا

سرمایہ، خوشی اور مقصد صرف اِسی دنیا کی زندگی تک محدود ہوتا ہے۔ ان کی سوچ، محبتیں، عادتیں اور روزگار سب دنیاوی ہوتے ہیں۔ وہ صرف دنیا کی چیزوں کے پیچھے دوڑتے ہیں اور یہی اُن کے لئے سب کچھ ہوتا ہے۔ کیا آپ اپنا اجر یہاں ان چیزوں میں حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ یہ ایک حقیر سا فنا ہونے والا بخرہ ہے جو اطمینان بخش نہیں اور بدترین ہے۔ ایوب 21:7-13 میں ایوب سوال پوچھتا ہے، **شریر کیوں جیتے رہتے۔ عُمر رسیدہ ہوتے بلکہ قوت میں زبردست ہوتے ہیں؟** بدکار لوگ اس لائق نہیں کہ وہ دنیا میں زندہ رہیں، پھر بھی وہ لمبی عمر پاتے ہیں اور قوت، رتبہ، عزت اور مال و دولت میں زورآور ہوتے ہیں۔ **اُن کی اَولاد اُن کے ساتھ اُن کے دیکھتے دیکھتے اور اُن کی نسل اُن کی آنکھوں کے سامنے قائم ہو جاتی ہے۔ اُن کے گھر ڈر سے محفُوظ ہیں اور خدا کی چھڑی اُن پر نہیں ہے۔ اُن کا سانڈ باردار کر دیتا ہے اور چُوکتا نہیں۔ اُن کی گائے بیاتی ہے اور اپنا بچّہ نہیں گراتی۔ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچّوں کو ریوڑ کی طرح باہر بھیجتے ہیں اور اُن کی اَولاد ناچتی ہے۔ وہ خنجری اور سِتار کے تال پر گاتے اور بانسلی کی آواز سے خُوش ہوتے ہیں۔ وہ خُوش حالی میں اپنے دِن کاٹتے اور دَم کے دَم میں پاتال میں اُتر جاتے ہیں۔** یہ ہیں بدکار لوگ جنکا حصہ ہے دنیا، موسیقی اور خوشی اور ہر وہ چیز جو ان کے دل کی خواہش ہے۔ یہ ان کا بخرہ ہے۔ اور کون ہے جو ایسا حصہ نہ چاہے؟ یہ یرمیاہ نبی کا فکرمندانہ سوال تھا، **شریر اپنی روِش میں کیوں کامیاب ہوتے ہیں؟ سب دغاباز کیوں آرام سے رہتے ہیں؟** (یرمیاہ 12:1) بدکار لوگ دنیا میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ دغابازی کرتے ہیں پھر بھی برومند ہوتے ہیں۔ اور وہ کہتا ہے، **تُو نے اُن کو لگایا اور اُنہوں نے جڑ پکڑ لی۔ وہ بڑھ گئے بلکہ برومند ہوئے۔ تُو اُن کے مُنہ سے نزدِیک پر اُن کے دِلوں سے دُور ہے** (یرمیاہ 12:2)۔ بدکار لوگ اپنا اجر اسی دنیا میں تلاش کرتے ہیں اس لیے ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے۔ سکندرِ اعظم، جو ایک بت پرست تھا، اسکا حصہ ساری دنیا تھا۔ جولیس قیصر کو رومی سلطنت ملی۔ اخسویرس کو 127 صوبے ملے۔ دنیا ایسا حصہ ہے جو کتوں کے لائق ہے نہ کہ بچوں کی خوراک۔ اس لیے ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ یہ بدکاروں کا بخرہ ہے۔

یہ صرف مایوس کرتی ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ آخر کو یہ ہمیں مایوس ہی کرے گی۔ یہ ہمیں مشکلات اور

پریشانیوں میں ڈال دے گی۔ ہمیں پہلے سے خبردار کیا گیا ہے کہ ہم دنیا میں مصیبت اُٹھائیں گے۔ **دنیا میں مصیبت اُٹھاتے ہو** (یوحنا 33:16)۔ دنیا فکر انگیز پریشانیوں اور دل کو چھید نے والے غموں سے بھری ہوئی ہے اور آپ کو ان کا ہر روز سامنا کرنا ہوگا۔ واعظ 14:1 بیان کرتی ہے، **مَیں نے سب کاموں پر جو دنیا میں کئے جاتے ہیں نظر کی اور دیکھو یہ سب کُچھ بُطلان اور ہوا کی چران ہے**۔ دنیا کا بہترین حال بھی انسان کو سکون نہیں دیتا بلکہ اس میں بھی بے چینی اور اضطراب شامل ہوتے ہیں۔ واعظ 5:11-16 پر غور کریں، **جب مال کی فراوانی ہوتی ہے تو اُس کے کھانے والے بھی بہت ہو جاتے ہیں**۔ یعنی جب کسی کے پاس زیادہ دولت آتی ہے تو اسے خرچ کرنے والے بھی بڑھ جاتے ہیں، رشتہ دار، دوست، نوکر، دنیاوی ذمہ داریاں۔ انسان صرف دیکھتا ہے کہ اس کے پاس کیا کچھ ہے لیکن اصل فائدہ دوسروں کو ہوتا ہے۔ **اور اُس کے مالِک کو سِوا اِس کے کہ اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھے اَور کیا فائدہ ہے؟** آپ نے واقعی کیا فائدہ حاصل کیا؟ دوسرے بھی ان چیزوں کو آپ کی طرح کھاتے اور دیکھتے ہیں۔ یہ چیزیں آپ کی نہیں ہیں۔ یہ دنیا کی چیزیں ہیں۔ آپ کو انہیں صرف تھوڑی دیر کے لیے استعمال کرنے کا موقع ملتا ہے۔ **محنتی کی نیند میٹھی ہے خواہ وہ تھوڑا کھائے خواہ بہت لیکن دولت کی فراوانی دولت مند کو سونے نہیں دیتی**۔ کیا یہ برائی نہیں ہے؟ مزید یہ کہ **ایک بلایِ عظیم ہے جسے مَیں نے دنیا میں دیکھا یعنی دولت جسے اُس کا مالِک اپنے نقصان کے لئے رکھ چھوڑتا ہے**۔ وہ دولت جمع کرتے ہیں اور آخر کار اسی کے باعث نقصان اٹھاتے ہیں۔ آپ پوچھ سکتے ہو کہ یہ کیسے نقصان کا باعث بنتی ہے؟ وہ خوف اور فکروں کے باعث تکلیف اٹھاتے ہیں جو دولت کے ساتھ آتے ہیں۔ دولت کا غلط استعمال ان کی جان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ وہ اپنی دولت کے ختم ہونے کے خوف سے پریشان رہتے ہیں کیونکہ کبھی آگ سے تباہی ہوتی ہے اور کبھی چور چرا لے جاتے ہیں۔ دنیاوی مال نقصان کا باعث بن جاتا ہے اور لوگ ان پر قابض ہونے کے لیے گھات میں بیٹھے رہتے ہیں۔ **اور وہ مال کسی بُرے حادِثہ سے برباد ہوتا ہے**۔ لوگ ایسی غلطیاں کرتے ہیں جن سے وہ اپنی جائیداد کھو بیٹھتے ہیں بعض اوقات ایک چھوٹے سے لفظ یا عمل سے۔ **اُس کے گھر میں بیٹا پیدا ہوتا ہے تو اُس وقت اُس کے ہاتھ میں کُچھ نہیں ہوتا**۔ اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوتا کہ وہ کچھ بھلا کرے یا جو کچھ چھوڑا گیا ہو

اسے بہتر بنا سکے۔ **جس طرح سے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے نِکلا اُسی طرح ننگا جیسا کہ آیا تھا پھر جائے گا اور اپنی محنت کی اُجرت میں کُچھ نہ پائے گا جسے وہ اپنے ہاتھ میں لے جائے۔** وہ ان چیزوں میں سے کچھ بھی ساتھ نہ لے جائے گا جن کے لیے اس نے خود کو پریشان کیا تھا۔ **اور یہ بھی بلائے عظیم ہے کہ ٹھیک جیسا وہ آیا تھا ویسا ہی جائے گا اور اُسے اِس فضول محنت سے کیا حاصل ہے؟** یہ ایک بلائے عظیم ہے اور لوگ خود ہی اس بلائے عظیم کو روز بروز بڑھاتے جاتے ہیں۔ یقیناً جو لوگ دنیا کی چیزوں سے محبت رکھتے ہیں وہ مایوسی، مصیبت اور جھنجھلاہٹ کا سامنا کریں گے۔ پس آئیں، ہم دنیا سے محبت رکھنا چھوڑ دیں۔

یہ تباہ کن ہے

دنیا سے محبت نے لاکھوں لوگوں کو برباد کیا ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی انسان ہلاک ہوتا ہے جس کی دنیا سے محبت اس کی بربادی کی وجہ نہ ہو۔ فلپیوں 19:3 ان لوگوں کے بارے میں بیان کرتی ہے، **اُن کا انجام ہلاکت ہے۔ اُن کا خدا پیٹ ہے۔ وہ اپنی شرم کی باتوں پر فخر کرتے ہیں اور دنیا کی چیزوں کے خیال میں رہتے ہیں۔** جب انسان کی سوچ صرف دنیا، اس کی آسائشوں، دولت، شہرت اور دنیاوی خوشیوں تک محدود ہو جائے تو فی الوقع وہ تباہی کے راستے پر گامزن ہوتا ہے۔ ایسے لوگ اپنی نفسانی خواہشات کو ہی خدا بنا لیتے ہیں۔ انہیں ہمیشہ کوئی نہ کوئی چیز درکار رہتی ہے۔ **وہ اپنی شرم کی باتوں پر فخر کرتے ہیں۔** شراب نوشی، بدکاری اور لوگوں کو پریشان کرنے اور اُن کو دبانے پر خوشی کرتے ہیں۔ عزت، لذت، منافع اور طاقت انسان کی روح کو زہر آلود کر دیتے ہیں۔ **لیکن جو دولت مند ہونا چاہتے ہیں وہ اَیسی آزمایش اور پھندے اور بہت سی بے ہودہ اور نقصان پہنچانے والی خواہشوں میں پھنستے ہیں جو آدمیوں کو تباہی اور ہلاکت کے دریا میں غرق کر دیتی ہیں** (1 تیمتھیس 9:6)۔ حرام کی کمائی انسان کو مکمل طور پر تباہ کر دیتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا، **اُونٹ کا سُوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اِس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو** (متی 24:19)۔ کسی شخص کے لیے یہ بہت مشکل ہے کہ وہ بیک وقت دولت مند بھی ہو اور نیک بھی کہ وہ دنیا کی فراوانی رکھے اور پھر بھی نجات پا جائے۔ ایک شخص جس

نے سمندری سفر کو کامیابی سے مکمل کر لیا اور جب وہ اپنے گھر کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ جہاز میں سوراخ ہو گیا ہے اور وہ ڈوبنے کے قریب ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے جیبیں سونے، چاندی اور قیمتی جواہرات سے بھر لیں۔ پھر جب وہ چھوٹی کشتی میں جانے لگا تو ان چیزوں کے بوجھ سے اس کا توازن بگڑ گیا۔ وہ سمندر میں جا گرا اور پھر کبھی نظر نہ آیا۔ اسی طرح بہت سے لوگ اپنی دولت کی زیادتی اور بوجھ کی وجہ سے اس کشتی کو کھو دیتے ہیں جو انہیں آسمان کی طرف لے جا سکتی تھی اور وہ مصیبت کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔ میں نے ایک اور شخص کے بارے میں پڑھا کہ اس نے اپنی ساری جائیداد بانٹ دی۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں کیا تو اس نے جواب دیا، **تاکہ میں یعقوب کی سیڑھی پر زیادہ آسانی سے چڑھ کر آسمان پر جا سکوں**۔ دنیا سے محبت اکثر مرد و زن کو برباد کر دیتی ہے۔ اس دنیا کی کوئی نہ کوئی چیز ان کے دلوں کو ایسا جکڑ لیتی ہے کہ وہ اسی پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور یوں اپنی جان کی ابدی ہلاکت کا سامان کر لیتے ہیں۔ لہٰذا، ہمیں اُس چیز سے بچنا چاہیے جو اتنے لوگوں کی بربادی کا باعث بنی اور اپنے دلوں کو اس کی طرف مائل نہیں ہونے دینا چاہیے۔

یہ ہمیں تلخ بنا دیتی ہے

اگر ہم دنیا سے محبت رکھیں تو خدا کسی نہ کسی طرح اسے ہمارے لیے تلخ کر دے گا۔ یوناہ 4:6-10 میں ہم دیکھتے ہیں کہ یوناہ ایک کدُو کی بیل کے سبب سے نہایت خوش تھا۔ لیکن **دُوسرے دِن صُبح کے وقت خدا نے ایک کیڑا بھیجا جس نے اُس بیل کو کاٹ ڈالا اور وہ سُوکھ گئی۔ پھر یوناہ بیتاب ہو گیا اور موت کا آرزُو مند ہو کر کہنے لگا کہ میرے اِس جینے سے مر جانا بہتر ہے۔** اسی طرح یعقوب کو راخل سے پیدا ہونے والے بیٹوں یوسف اور بنیامین سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اُس نے کہا **میرا بیٹا تُمہارے ساتھ نہیں جائے گا کیونکہ اُس کا بھائی مَر گیا اور وہ اکیلا رہ گیا ہے۔ اگر راستہ میں جاتے جاتے اُس پر کوئی آفت آ پڑے تو تُم میرے سفید بالوں کو غم کے ساتھ گور میں اُتارو گے** (پیدائش 42:38)۔ خدا نے اُس چیز کو اُس کے لیے تلخ کر دیا جس سے اُس کو محبت تھی۔ آج بھی ہم ایسا ہی دیکھتے ہیں۔ بہت سے لوگ دنیاوی خوشیوں، عزت، شہرت یا

تعلقات سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ جلد یا بدیر، ان چیزوں سے محبت کی وجہ سے کوئی نہ کوئی مصیبت ان پر آتی ہے۔ کچھ لوگ اپنی اولاد سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور خدا انہیں ان سے جدا کر دیتا ہے۔ کچھ لوگ اپنی خوبصورتی سے محبت کرتے ہیں اور خدا کوئی بیماری یا آزمائش بھیج دیتا ہے جو اُسے چھین لیتی ہے۔ ایسے بچے جنہیں والدین نے بت بنا لیا ہوتا ہے، وہ نافرمان نکلتے ہیں۔ وہ غم و شرمندگی کا سبب بنتے ہیں اور والدین کے خوف، فکر اور آنسوؤں کو بڑھاتے ہیں۔ والدین کی حد سے زیادہ محبت کی وجہ سے تلخی اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ یہی کچھ ہوتا ہے جب ہم دنیا کی چیزوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اگر ہم ان سے محبت رکھیں تو خدا انہی میں ہمیں آزماتا ہے۔ کسی نعمت سے صحیح لطف اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو اس سے مناسب محبت کی جائے یا صرف خدا کی خوشنودی کے لیے محبت کی جائے۔

دنیاوی خوشیاں عارضی ہیں

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ نہ ہم اس کی خوشیوں کو دیر تک حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ان سے ہمیشہ کے لئے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ خوشیاں خود ہم سے دور ہو جائیں اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو ہمیں انہیں چھوڑنا پڑے گا۔ جس چیز سے ہماری محبت جس قدر زیادہ ہوگی اسے چھوڑنے کا غم بھی اتنا ہی زیادہ تلخ ہوگا۔ کسی چیز سے شدید لگاؤ انسانوں کے لیے شدید غم برپا کرتا ہے۔ لوقا 12: 19-20 میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی زندگی کتنی مختصر ہے۔ **کسی دولت مند کی زمین میں بڑی فصل ہوئی۔ وہ کہنے لگا، اَے جان! تیرے پاس بہت برسوں کے لئے بہت سامال جمع ہے۔ چَین کر۔ کھا پی۔ خُوش رہ۔ مگر خدا نے اُس سے کہا اَے نادان! اِسی رات تیری جان تُجھ سے طلب کر لی جائے گی۔ پس جو کُچھ تُو نے تیّار کیا ہے وہ کس کا ہوگا؟** آج بھی دنیا میں بہت سے ایسے نادان لوگ ہیں جو صرف دولت، جائیداد اور دنیاوی کامیابیوں کو جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب ان کے پاس سب کچھ آ جائے گا تب وہ سکون کی زندگی بسر کریں گے۔ مگر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ موت انہیں ان کے ارادوں کی تکمیل سے پہلے ہی آ گھیرتی ہے۔ پس، ہم دنیا کی چیزوں سے زیادہ دیر تک لطف نہیں اٹھا سکتے۔ لہٰذا، چونکہ وقت تنگ ہے جیسا

کہ مسیح کے رسول نے کہا، دنیا کو ایسے کام میں لائیں کہ اس کا غلط استعمال نہ ہو۔ دنیا کو مناسب طور سے کام میں لائیں مگر اس سے محبت نہ رکھیں کیونکہ محبت رکھنا ہی اس کا غلط استعمال ہے۔ دنیا کو اپنی ضروریات کے لیے مناسب طور سے کام میں لائیں، اپنے آسمانی سفر میں آگے بڑھنے کیلئے، اپنے خدا کے سامنے حساب کو درست رکھنے کے لیے۔ مگر اس کا غلط استعمال نہ کریں، اس سے محبت نہ رکھیں۔ وقت تنگ ہے۔

ہم اس مقصد کے لیے پیدا نہیں کیے گئے تھے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ ہمارا مقصد دنیا کے لیے جینا نہیں ہے۔ ہمیں تو خدا نے ایک خاص مقصد کے لیے چُنا اور الگ کیا ہے۔ سچے دِیندار وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے لیے جیتے ہیں نہ کہ دنیا کے لیے۔ جیسا کہ زبور 3:4 میں لکھا ہے، **جان رکھّو کہ خداوند نے دِین دار کو اپنے لِئے الگ کر رکھّا ہے**۔ خدا نے دیندار شخص کو دنیا سے الگ کر کے اپنے لیے مخصوص کیا ہے۔ اب اگر آپ خدا کے لیے الگ کیے گئے ہیں تو کیا آپ اپنے آپ کو دنیا کے حوالے کر دیں گے؟ نہیں، بلکہ آپ کو اُسی کے لیے جینا چاہیے جس نے آپ کو اپنے لیے مخصوص کیا ہے۔ جیسے ایک کنواری لڑکی شادی کے لئے جب کسی خاص شخص کے لیے چُن لی جاتی ہے تا کہ وہ اُس کے سوا کسی کے لیے نہ ہو۔ وہ اپنی وفاداری اُسی کے لیے رکھتی ہے۔ اسی طرح جب خدا ہمیں دنیا سے الگ کر کے اپنے لئے مخصوص کرتا ہے تو ہمارا دِل صرف خدا کے لئے وفادار ہونا چاہیے نہ کہ دنیا کے لئے۔ دِینداری کا مطلب ہی یہی ہے کہ انسان دنیا کی عام روش سے الگ ہو کر خدا کی راہ پر چلے۔ خدا اپنے بندوں کو دنیا سے نکال کر اپنی خدمت کے لیے بلاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اُس کے مقصد کو پورا کریں نہ کہ دنیا کے پیچھے بھاگیں۔ ایک دِیندار انسان دنیا سے بالاتر ہوتا ہے اور دنیا سے بہتر ہوتا ہے۔ تو کیا وہ دنیا کی چمک دمک میں کھو جائے؟ دنیاوی خوشیوں اور فائدوں میں اُلجھ کر اپنی اصل قدر کھو دے؟ عبرانیوں 38:11 دِیندار لوگوں کے بارے میں بیان کرتی ہے کہ **دنیا اُن کے لائق نہ تھی**۔ دنیا نے تو اُنہیں اس لائق نہ جانا کہ وہ اس دنیا میں رہیں مگر حقیقت میں دنیا اُن کے لائق نہیں تھی۔ ایک انسان کی جان از حد قیمتی ہے، پوری دنیا کی دولت سے بھی زیادہ قیمتی۔ لیکن جب انسان کی

زندگی میں خدا کا فضل موجود ہو تو اس کی قدر و قیمت دنیا کی ہر چیز سے کہیں بڑھ جاتی ہے۔ ہزار دنیائیں بھی ایک صاحبِ فضل جان کے برابر نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا دنیا کے نہیں بلکہ خدا کے بنیں جس کے لیے آپ کو الگ کر کے مخصوص کیا گیا ہے۔

دنیا مسیح کی محبت کو ہم سے چرا لیتی ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ حقیقی طور پر یسوع مسیح سے محبت نہیں رکھتا۔ فلپیوں 18:3 ہمیں یاد دلاتی ہے، **کیونکہ بہتیرے اَیسے ہیں جن کا ذِکر مَیں نے تُم سے بار ہا کیا ہے اور اب بھی رو رو کر کہتا ہوں کہ وہ اپنے چال چلن سے مسیح کی صلیب کے دُشمن ہیں۔** یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ وہ نہ تو مسیح کے دوست ہیں اور نہ ہی اُس کی صلیب کے۔ وہ مسیح کی صلیب کے دشمن ہیں۔ اور یہ دشمن کون ہیں؟ وہ 19 ویں آیت میں بتاتا ہے کہ **جو دنیا کی چیزوں کے خیال میں رہتے ہیں۔** جو لوگ دنیا کی چیزوں کے خیال میں رہتے ہیں وہ مسیح کی صلیب کے دشمن ہیں۔

یعقوب 4:4 میں یعقوب فرماتا ہے، **اَے زِنا کرنے والیو! کیا تُمہیں نہیں معلُوم کہ دُنیا سے دوستی رکھنا خدا سے دُشمنی کرنا ہے؟ پس جو کوئی دنیا کا دوست بننا چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا دُشمن بناتا ہے۔** خدا کا دشمن اور مسیح کا دشمن ہونا ایک نہایت افسوسناک بات ہے۔ **جو کوئی خداوند کو عزیز نہیں رکھتا ملعُون ہو۔ ہمارا خداوند آنے والا ہے** (1 کرنتھیوں 22:16)۔ یعنی وہ شخص جو خدا اور مسیح کا دشمن ہے اور خداوند کو عزیز نہیں رکھتا ملعون ہو۔ ہمارا خداوند آنے والا ہے۔ یہ گویا مسیح کی طرف سے ایک اعلان ہے کہ میں جلد واپس آ رہا ہوں اور دیکھوں گا کہ کون مجھ سے محبت کرتا ہے اور کون نہیں۔ جو مجھے عزیز نہیں رکھتا وہ میرے آنے تک ملعون ہو۔ میں اُس کی عدالت کروں گا اور اُس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔ یہ بات ہمیں سنجیدگی سے سوچنے پر قائل کرتی ہے کہ ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ اگر ہم دنیا سے محبت رکھتے ہیں تو ہم مسیح سے محبت نہیں رکھ سکتے۔ **کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھّے گا اور دُوسرے سے محبّت۔ یا ایک سے مِلا رہے گا اور دُوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تُم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے** (متی 24:6)۔

یہ ہمارا انجام نہیں ہے

ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ نہ تو یہ ہماری تخلیق کا مقصد ہے اور نہ ہی ہماری نجات کا۔ بلکہ دنیا سے محبت کرنا ان دونوں مقاصد کے خلاف ہے۔ انسان کیوں پیدا کیا گیا؟ انسان کو خدا کے لیے اور خدا کے ساتھ رفاقت کے لیے پیدا کیا گیا۔ اسے خدا کی شبیہ پر پیدا کیا گیا، عرفان، راست بازی اور پاکیزگی میں تاکہ وہ (اگر میں یوں کہہ سکوں) خدا کے لیے ایک موزوں رفیق ہو جس کے ساتھ وہ بات چیت کر سکے اور رفاقت رکھ سکے۔ اب اگر ہم دنیا سے محبت رکھیں تو پھر ہماری خدا کے ساتھ کیسی رفاقت؟ ہم اپنی تخلیق کے مقصد کا کیا جواب دیں گے؟ مکاشفہ 14:3-4 میں برّہ کے تخت کے سامنے جو لوگ موجود تھے وہ دنیا میں سے خرید لئے گئے تھے۔ ہماری تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ ہم خدا کے ساتھ رفاقت رکھیں، خدا کی خدمت کریں اور خدا کے ساتھ چلیں۔ اور ہماری نجات کا مقصد یہ ہے کہ ہم برّہ کے پیچھے پیچھے چلیں اور اپنی زندگی کے تمام دن پاکیزگی اور راست بازی میں اس کی خدمت کریں۔ دنیا سے محبت کرنا تخلیق اور نجات کے مقصد کے خلاف ہے۔ اگر ہم دنیا سے محبت کریں گے تو دنیا کے پیچھے چلیں گے۔ اگر ہم مسیح سے محبت کریں گے تو مسیح کے پیچھے چلیں گے۔ لہٰذا اگر آپ یہ نہیں چاہتے کہ آپ اپنی تخلیق اور نجات کے مقصد کے مخالف ہوں تو دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت نہ رکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس وقت تک آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ آپ کو دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے۔

چھٹا باب

دِل کو دنیا کی محبت سے الگ کرنے کیلئے ہدایات

جی ہاں، ہمیں دنیا سے محبت نہیں رکھنی چاہیے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ عمل ہمارے لیے بہت مشکل ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ اپنے دل کو دنیا اور اس کی دلکشی سے کیسے الگ کریں۔ تو ایسے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟۔ سات ہدایات درج ذیل ہیں؛

یقین کرلیں کہ یہ دنیا واقعی بُری ہے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا دِل دنیا کی محبت سے آزاد ہو جائے تو فیصلہ کرنے کی صلاحیت پر اچھی طرح غور کریں اور دنیا کو زیادہ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھیں۔ میں یہ اس لیے کہتا ہوں کیونکہ ہماری محبت اُن چیزوں کے بارے میں بڑھتی رہتی ہے جن کے بارے میں ہمارے ذہن میں کوئی رائے یا فیصلہ قائم ہوتا ہے۔ اگر انسان کسی چیز کے بارے میں گہرے خیالات رکھتا ہے تو وہ اس سے گہری محبت بھی رکھے گا۔ جب کوئی انسان کسی چیز کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس کا دِل پوری شدت سے اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور وہ پوری محنت سے اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ لہٰذا، دنیا کے بارے میں بڑے بڑے خیالات نہ رکھیں۔ دنیا کا وہی فیصلہ کریں جو بائبل مقدس کرتی ہے۔ اور بائبل مقدس دنیا کا فیصلہ کیسے کرتی ہے؟ گلتیوں 4:1 میں اِس دنیا کو **خراب جہان** کہا گیا ہے۔ یہ ایک بُری دنیا ہے جو گناہوں سے بھری ہوئی ہے، شرارت سے بھری ہوئی ہے، ظلم سے، بدعنوانی سے بھری ہوئی ہے، غلامی کے تابع ہے اور ایک دن فنا ہو جائے گی ہے۔ یہ ایک بُری دنیا ہے جو سازشوں، منصوبوں اور شیطانوں سے بھری ہوئی ہے۔ یہی کتابِ مقدس کا فیصلہ ہے۔ کیا آپ بھی ایسا ہی فیصلہ کرتے ہیں؟

1 یوحنا 19:5 میں ہم پڑھتے ہیں کہ ساری دنیا اُس شریر کے قبضہ میں پڑی ہوئی ہے۔ آپ کو بھی فیصلہ کرنا ہے۔ یہ ایسی دنیا ہے جو بدی میں پڑی ہوئی ہے۔ اصل میں، یہ ابلیس کے قبضے میں ہے۔

شیطان دنیا کو استعمال کرتا ہے تا کہ آپ کو دھوکہ دے، برباد کرے اور آپ کو ابدی ہلاکت کی طرف کھینچ لے جائے۔کیا کوئی شخص سدوم سے محبت کرے گا جو بدی میں پڑی ہوئی تھی؟ دنیا ایک سدوم ہے جو بدی میں پڑی ہوئی ہے۔سلیمان بادشاہ ہمیں بتاتا ہے کہ **دیکھو یہ سب کُچھ بُطلان اور ہوا کی چران ہے** (واعظ 14:1)۔کیا آپ بطلان اور ہوان کی چران سے محبت رکھیں گے؟ 1 یوحنا 16:2 بیان کرتی ہے، **کیونکہ جو کُچھ دنیا میں ہے یعنی جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زِندگی کی شیخی وہ باپ کی طرف سے نہیں بلکہ دنیا کی طرف سے ہے۔** یہ سب ہماری نفسانی خواہشات کو بڑھاتی ہیں اور جتنا زیادہ یہ خواہشات بڑھتی ہیں، ہم فضل میں ترقی نہیں کرتے بلکہ بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

دنیا کی چمک دمک سے دھوکہ نہ کھائیں۔جائیداد یا اختیار میں ہے ہی کیا؟ لوگ ان چیزوں کے بارے میں عجیب خیالات رکھتے ہیں لیکن غور کریں کہ یوحنا کیا فرماتا ہے، **دنیا اور اُس کی خواہش دونوں مِٹتی جاتی ہیں** (1 یوحنا 17:2)۔یہ سب محض دکھاوا ہے، حقیقت نہیں۔جن چیزوں کی انسان کی نظر میں کوئی اہمیت نہ ہو، اُن پر کبھی دل نہیں لگاتا۔جیسے اگر ایک عورت کسی مرد کو معمولی سمجھے تو وہ کبھی اس سے محبت نہیں کرے گی۔جس قدر آپ کے خیالات کسی چیز کے بارے میں کم اور معمولی ہوں، اسی قدر جلد وہ چیز راکھ میں بدل جائے گی۔اور کیا آپ راکھ سے محبت رکھیں گے؟ **اسرائیل راکھ کھاتا ہے** (یسعیاہ 20:44) اور **افرائیم ہوا چرتا ہے** (ہوسیع 1:12)۔وہ باطل چیزوں کے پیچھے بھاگتے رہے، جھوٹی عبادت، روایات، انسانوں کی ایجادات اور ایسی ہی باتیں۔مرد و خواتین گھٹیا اور کم تر چیزوں پر گزارہ کرتے ہیں۔پس، دنیا کو زیادہ اہمیت نہ دیں اور اس میں کسی چیز کی بہت زیادہ قدر نہ کریں۔یہ ایسی دنیا ہے جو بدی میں پڑی ہے، ایسی دنیا جو بُری ہے۔جس قدر زیادہ آپ ان باتوں پر غور کریں گے، اُسی قدر آپ کا دِل دنیا سے الگ ہوتا جائے گا۔

نفس کشی کریں

اگر آپ دنیا سے محبت نہیں رکھنا چاہتے تو اپنے دِل پر محنت کریں اور نفس کشی کریں۔ ہماری خواہشات ہمیں دنیا سے محبت رکھنے پر مجبور کرتی ہیں۔دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت انسان کے

جسمانی فہم سے پیدا ہوتی ہے۔ امثال 4:23 پر غور کریں، **مال دار ہونے کے لئے پریشان نہ ہو۔ اپنی اِس دانش مندی سے باز آ۔** یہاں دانش مندی سے مراد جسمانی یا نفسانی عقل ہے۔ ہماری بگڑی ہوئی فطرت ہی ہمیں دولت کی خواہش میں مبتلا کرتی ہے۔ یاد رکھیں، **اور جو جسمانی ہیں وہ خدا کو خُوش نہیں کر سکتے** (رومیوں 7:8)۔ اب رومیوں 13:8 پر غور کریں، **کیونکہ اگر تُم جسم کے مطابق زِندگی گذارو گے تو ضرور مرو گے اور اگر رُوح سے بدن کے کاموں کو نیست و نابُود کرو گے تو جیتے رہو گے۔** نفس کشی کریں یعنی اپنی خواہشات کو نیست و نابود کریں۔ خواہشات آپ کو دھوکہ دیتی ہیں۔ وہ آپ کو مسلسل کچھ نہ کچھ حاصل کرنے پر اکساتی ہیں اور بے لگام ہیں۔ وہ آپ کو یقین دلانے کے لئے مختلف دعوے کرتی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کی روح کبھی سیر نہیں ہو سکتی۔ توجہ کریں، اگر آپ نے آج میری یہ نصیحت مان لی تو میں آپ کو مزید نہیں روکوں گا۔ لیکن اگر آپ نے اپنی خواہشات کا دروازہ بند نہ کیا تو یہ بار بار لوٹیں گی، آپ کو بے چین کریں گی اور آپ کے ایمان کو کمزور کرتی رہیں گی۔ اس لیے سب سے مؤثر راستہ یہ ہے کہ ہم اپنی خواہشات کو نیست و نابود کر دیں۔ جب تک آپ کی خواہشات باقی ہیں، آپ دنیا سے محبت کرتے رہیں گے۔ یعقوب 4:1-3 بیان کرتی ہیں، **تُم میں لڑائیاں اور جھگڑے کہاں سے آ گئے؟ کیا اُن خواہشوں سے نہیں جو تُمہارے اعضا میں فساد کرتی ہیں؟ تُم خواہش کرتے ہو اور تُمہیں مِلتا نہیں۔ خُون اور حسد کرتے ہو اور کُچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ تُم جھگڑتے اور لڑتے ہو۔ تُمہیں اِس لئے نہیں مِلتا کہ مانگتے نہیں۔ تُم مانگتے ہو اور پاتے نہیں اِس لِئے کہ بُری نیّت سے مانگتے ہو تا کہ اپنی عیش و عشرت میں خرچ کرو۔**

آپ کی خواہشات آپ کو مجبور کر دیں گی کہ دنیا اور دنیا کی چیزوں، دولت، شہرت اور عزت کو حاصل کرنے کے لیے گڑگڑائیں۔ لیکن آپ کی روح کبھی سیر نہیں ہوگی۔ لیکن اگر ہماری خواہشات نیست و نابود ہو جاتیں تو یہ سب کچھ خود بخود ختم ہو جاتا۔ افسوس، ہم اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتے ہیں اور یہی چیزیں ہمیں برباد کر دیتی ہیں۔

اپنی نظر ہمیشہ رہنے والی چیزوں پر رکھیں

اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا سے محبت نہ رکھیں تو دوسری دنیا یعنی آنے والے جہان پر نظر رکھیں۔ **اُس نے اُس آنے والے جہان کو جس کا ہم ذِکر کرتے ہیں فرِشتوں کے تابع نہیں کِیا** (عبرانیوں 5:2)۔ آنے والا جہان اس جہان یعنی دنیا سے بہتر ہے۔ عبرانیوں 16:11 میں ہم پڑھتے ہیں، **وہ ایک بہتر یعنی آسمانی مُلک کے مُشتاق تھے**۔ ابرہام، اضحاق اور انبیا ایک بہتر مُلک کے مشتاق تھے۔ آسمان پر ایک بہتر جہان ہے جہاں ان چیزوں سے بہتر چیزیں ہیں جو اِس دنیا میں ہیں۔ اگر ہم اُس جہان پر غور کریں، اس کی شان وشوکت، دولت، خوشیاں، اس کی صحبت اور اس کی وسعت، سب کچھ اِس دنیا سے کہیں بڑھ کر اور ابدی ہے۔ تو ہم جلد ہی اس دنیا کو خیر باد کہہ دیں گے اور یہ دنیا ہمیں خواب جیسی، ایک سائے جیسی اور محض ایک دھوکا محسوس ہونے لگے گی۔

2 کرنتھیوں 18:4 میں ہماری حوصلہ افزائی کی گئی ہے، **جس حال میں کہ ہم دیکھی ہوئی چیزوں پر نہیں بلکہ اندیکھی چیزوں پر نظر کرتے ہیں کیونکہ دیکھی ہوئی چیزیں چندروزہ ہیں مگر اندیکھی چیزیں ابدی ہیں**۔ اس دنیا میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو نظر نہیں آتیں۔ وہ چیزیں ابدی ہیں۔ وہ ابدی دولت ہے، ابدی خدا ہے، خداوند یسوع ہے، جلالی فرشتے ہیں، مقدسین ہیں اور خدا کے دہنے ہاتھ میں خوشیاں ہیں۔ ان چیزوں پر نظر رکھیں اور آپ کے دِل اس دنیا سے الگ ہو جائیں گے۔

اپنے دِل کی اچھی طرح حفاظت کریں

اگر ہمیں اپنے دِل کو دنیا سے ہٹانا ہے جو کہ نہایت ضروری ہے تو پھر ہمیں اپنے دل کی پوری محنت اور احتیاط سے حفاظت کرنی چاہیے۔ جس طرح آپ اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتے ہیں، جس طرح کھانے کی چیزوں کو دیکھ بھال کر کھاتے ہیں اور جس طرح آپ اپنی جان کی فکر کرتے ہیں، اسی طرح اپنے دل کی بھی نگرانی کریں۔ اسے پوری محنت سے محفوظ رکھیں۔ اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں اور انہیں دنیا میں ادھر ادھر بھٹکنے نہ دیں۔ اپنے خوف کو بھی ملحوظِ خاطر رکھیں کیونکہ بہت سے لوگ غربت سے ڈرتے ہیں۔ وہ اِس بات سے ڈرتے ہیں کہ انہیں دوسروں کا قرض چکانا ہوگا اور وہ خود کفیل نہیں ہوسکیں گے۔ لیکن متی 25:6-26 میں مسیح فرماتا ہے، **اِس لئے میں تم سے کہتا**

ہوں کہ اپنی جان کی فِکر نہ کرنا کہ ہم کیا کھائیں گے یا کیا پئیں گے؟ اور نہ اپنے بدن کی کہ کیا پہنیں گے؟ کیا جان خُوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھ کر نہیں؟ ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے۔ نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی تُمہارا آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے۔ کیا تُم اُن سے زیادہ قدر نہیں رکھتے۔ یعنی، اے کمزور انسانو، غربت سے نہ ڈرو، نہ اس بات سے کہ تمہیں کھانے، پینے یا پہننے کو کچھ نہیں ملے گا۔ پرندے کبھی خوف زدہ نہیں ہوتے حالانکہ ان کا کوئی دیکھ بھال کرنے والا بھی نہیں ہوتا۔ آپ اپنے پالتو پرندوں کو تو کھلاتے ہیں مگر جنگلی پرندوں کو کون روزی دیتا ہے؟ خدا ان کو رزق دیتا ہے۔ اپنے خوف کا جائزہ لیں۔ انسان کا خوف اُسے دنیا سے لپٹے رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ پِھر اپنی محبت کا جائزہ لیں۔ اس بات کا دھیان رکھیں کہ آپ کی خوشی کسی دنیاوی چیز میں نہ ہو۔ حقیقی محبت صرف خدا سے ہونی چاہیے اور حقیقی خوشی ہمیں خدا اور مسیح میں ہی ملتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ مسیح نے فرمایا کہ **خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ** (لوقا 27:10)۔ اب اگر خدا کو ہمارا سب کچھ دے دیا جائے تو دنیا کے لئے کیا بچے گا؟ لیکن ہم نے تو اپنی محبت دنیا اور دنیا کی چیزوں کو دے دِی ہے اور خدا کو دینے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں یا بہت تھوڑا بچا ہے۔ یہی ہماری بڑی کوتاہی ہے حالانکہ یہاں سب کچھ **چار بار آیا** ہے۔ یہ سب کچھ خداوند خدا کے لئے ہے دنیا کے لئے نہیں۔ اپنی خواہشات کا جائزہ لیں۔ انسان خواہشات کا پیکر ہے اور ہر وقت کہتا رہتا ہے، کاش میرے پاس یہ ہوتا یا وہ ہوتا۔ لیکن خدا نے فرمایا کہ **تُو لالچ نہ کرنا** (خروج 17:20) **اور جو تُمہارے پاس ہے اُسی پر قناعت کرو** (عبرانیوں 5:13)۔ ہمیں دنیا کی کسی چیز کا لالچ نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہمیں اپنے فرض کو انجام دینا چاہیے اور انجام کو خدا پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر خدا ہمیں کچھ دے تو اسے شکرگزاری سے لیں اور اس کا استعمال اُس کے جلال کے لیے کریں۔

خدا کی مرضی کے تابع ہو جائیں

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا دِل دنیا کی محبت سے آزاد ہو جائے تو خدا کی مرضی کے تابع

ہوجائیں۔ خدا اعلیٰ حکمت والا اور بے حد مہربان ہے۔ وہی سب سے بڑا حاکم ہے اور اُس کی مرضی پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ خدا کی مرضی ضرور پوری ہوگی۔ اب خدا کی مرضی کیا ہے؟ اُس کی مرضی یہ ہے کہ **مال دار ہونے کے لئے پریشان نہ ہو۔ اپنی اِس دانش مندی سے باز آ** (امثال 4:23)۔ اگر ہماری مرضی اُس کی مرضی کے تابع ہو تو دنیا سے محبت باقی نہ رہے گی۔ چاہے میرے پاس دنیا کی کم یا زیادہ چیزیں ہوں، میرے لیے سب برابر ہے کیونکہ میں خدا کی مرضی کو پُورا کرنا چاہتا ہوں۔ چاہے خدا مجھے کچھ دے یا کچھ نہ دے، میں مطمئن رہوں گا۔

مسیح پر نظر کریں

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا دِل دنیا کی محبت سے آزاد ہو جائے تو مصلوب ہوئے اور جی اُٹھے جلالی خداوند یسوع مسیح پر نظر کریں۔ مسیح مصلوب کو بار بار اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں اور ایمان سے اُس پر نظر کریں۔ **لیکن خدا نہ کرے کہ مَیں کسی چیز پر فخر کرُوں سِوا اپنے خداوند یسوع مسیح کی صلیب کے جس سے دنیا میرے اِعتبار سے مصلوب ہوئی اور مَیں دنیا کے اِعتبار سے** (گلتیوں 14:6)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب میں **مسیح مصلوب پر نظر کرتا ہوں اور ایمان سے صلیب پر اُس کو لٹکا ہوا دیکھتا ہوں کہ دنیا کی ساری چمک دمک وہاں مٹی میں مل گئی ہے۔ کیا ساری دنیا کا مسیح کے ساتھ موازنہ کیا جا سکتا ہے؟ وہ بادشاہ ہے، سردار کاہن ہے، درمیانی ہے، عظیم نبی ہے۔ دنیا کا وارث مصلوب ہوا ہے۔ اُس کا خون بہہ رہا ہے۔ اُس نے گناہ گاروں کے لیے اپنی جان دی تا کہ میرا دل دنیا کی محبت سے آزاد ہو جائے۔** اگر آپ کسی مُردہ شخص کو دیکھیں تو آپ آزُردہ ہو جاتے ہیں۔ تو سوچیں، اگر آپ مسیح کو دیکھیں تو کیا ہوگا؟ اگر آپ یسوع مسیح مصلوب پر نظر کریں تو آپ کا دِل دنیا کی طرف سے مردہ ہو جائے گا۔ پولس کہتا ہے، **دنیا میرے اِعتبار سے مصلوب ہوئی اور مَیں دنیا کے اِعتبار سے۔**

پھر جی اٹھے جلالی خداوند یسوع مسیح پر نظر کریں۔ آپ کا دِل اس دنیا سے اُوپر کی طرف اُٹھ جائے گا۔ **پس جب تُم مسیح کے ساتھ جِلائے گئے تو عالم بالا کی چیزوں کی تلاش میں رہو جہاں مسیح موجود ہے اور خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے۔ عالم بالا کی چیزوں کے خیال میں رہو نہ کہ زمین پر کی چیزوں**

کے (کلسیوں 3:1-2)۔

مسیح مرگیا، جی اُٹھا اور اب آسمان پر ہے۔ اب اگر آپ گناہ کی مُردہ حالت سے جی اُٹھے ہیں اور تاریکی کے اختیار سے نجات پا کر خدا کے پیارے بیٹے کی بادشاہی میں داخل ہو چکے ہیں تو آپ کا دِل بھی وہاں ہو گا جہاں مسیح ہے۔ مسیح کو اس نظر سے دیکھیں کہ وہ میرا سردار، میرا بادشاہ اور میرا شوہر ہے۔ وہ میرا فدیہ دینے والا ہے جو دنیا سے ہزار گنا بہتر ہے۔ اس لیے، میں اپنا دِل زمین کی چیزوں پر نہیں لگاؤں گا بلکہ اُن چیزوں پر جو اُوپر آسمان میں ہیں۔ بادشاہ کو اُس کے جلال میں دیکھنا کتنا شاندار ہے! مسیح مصلوب اور جی اُٹھے جلالی خداوند پر زیادہ سے زیادہ غور کریں۔

خدا سے بے پناہ محبت رکھیں

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا دِل دنیا کی محبت سے آزاد ہو جائے تو خدا سے بے پناہ محبت رکھیں۔ جس قدر ہماری محبت خدا کے لیے بڑھتی جائے گی اُسی قدر ہی ہمارے دِل دنیا سے بیگانہ ہوتے جائیں گے۔ جب ہم خدا سے زیادہ محبت رکھیں گے تو ہم دنیا کی چیزوں کو اُن کی اصل حیثیت میں دیکھیں گے اور خدا کو دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے کہیں زیادہ قیمتی پائیں گے۔ دنیا ایک بُری چیز ہے جس میں فساد بھرا ہوا ہے۔ کتابِ مقدس میں لکھا ہے کہ ہم نے **اُس خرابی سے چھوٹ کر جو دُنیا میں بُری خواہش کے سبب سے ہے،** نجات پائی (2 پطرس 1:4)۔ بُری خواہشیں دنیا کو فاسد کر دیتی ہیں اور اُسے گندگی سے بھر دیتی ہیں۔ لیکن خدا کے جمال پر نظر کریں کیونکہ خدا کی صفات ایسی کامل ہیں کہ وہ انسان کی روح کو مسحور کر دیتی ہیں اور اُسے اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔

حاصل کلام

کتاب کے اختتام پر پھر ایک بار ہماری کلیدی آیت پر غور کریں۔ **نہ دنیا سے محبت نہ رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دنیا میں ہیں۔ جو کوئی دنیا سے محبت رکھتا ہے اُس میں باپ کی محبت نہیں** (1 یوحنا 2:15)۔ اسے اس طرح سمجھیں کہ اگر آپ کا دِل دنیا کی محبت میں گرفتار ہے تو خدا باپ آپ سے محبت نہیں کرتا۔ اسے یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر آپ کی محبت دنیا سے وابستہ ہے تو آپ خدا

باپ سے محبت نہیں کرتے۔ پس، اگر آپ اس بات کا ثبوت چاہتے ہیں کہ خدا باپ آپ سے محبت رکھتا ہے اور آپ خدا باپ سے محبت رکھتے ہیں تو دنیا سے محبت رکھنا چھوڑ دیں۔ اس کی بجائے، آپ کی محبت خدا باپ کے لیے زیادہ سے زیادہ بڑھتی جائے۔ تب آپ کو اُس کی محبت کا زیادہ سے زیادہ ثبوت ملے گا اور یہ بھی ثابت ہوگا کہ آپ دنیا سے محبت نہیں رکھتے۔ یوں آپ نے دیکھ لیا کہ دِل کو دنیا کی محبت سے آزاد کرنے کے لئے کتنی وجوہ، علاج اور مددگار باتیں موجود ہیں۔ خدا کرے کہ وہ ان کو ہمارے لئے مؤثر بنائے۔

سلسلے کے مدیران



جوئیل آر بیکی اور جے ٹی کولئیر

پیوریٹن علما اور ان کی تحریروں میں عوامی دلچسپی روز بروز بڑھ رہی ہے لیکن بہت سے لوگ ان عظیم مسیحی خدام کی تحریروں کو پڑھتے وقت دقت محسوس کرتے ہیں۔

یہ سلسلہ اسی غرض سے شروع کیا گیا ہے تا کہ پیوریٹن علما کی تصانیف کو ایسے انداز میں پیش کیا جائے جو آسان اور مختصر ہو۔

ہر کتاب کو دور حاضرہ کے قارئین کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بہت احتیاط سے ترتیب دیا گیا ہے تا کہ ماضی میں مستعمل زبان و بیان کو آسان بنایا جا سکے مگر اصل مفہوم کو برقرار رکھا جائے۔

اس سلسلے کے لیے کتب کا انتخاب بہت سوچ بچار کے ساتھ کیا گیا ہے تا کہ ان موضوعات پر بہترین رہنمائی فراہم کی جا سکے جن سے آج بھی لوگ نبرد آزما ہیں۔

مزید کتب حاصل کرنے کے لئے ہمارا پتا

ریفارمڈ چرچ آف پاکستان

پوسٹ بکس نمبر 23 بہاول پور 63100۔

برائے رابطہ: 03320628962/03025257626

ویب سائٹ: www.rcofp.com